

حضرت علیؑ

کا

قرآن میں ذکر

محمد باقر حسن (لکھنوی)

ناشر

محمد باقر حسن (لندن)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب : حضرت علیؑ کا قرآن میں ذکر

مؤلف : محمد باقر حسن (لکھنوی)

کمپوزنگ : مجاہد حسین حر قائم گرافکس۔ جامعہ علمیہ۔ ڈیفنس۔ کراچی

0345-2401125

اشاعت : اول۔ 2009ء

تعداد : 500

ہدیہ : 100 روپے

پاؤنڈ : 4 پاؤنڈ

ملنے کا پتہ

.74Bishops Park Road, London,
sw16 5ts Ph:+442086798012

رحمت اللہ بک ایجنسی

کاغذی بازار بالمقابل، بڑا امام بارگاہ میٹھادر کراچی ۷۴۰۰۰

فون نمبر: 32440803، 32431577

انتساب

باب مدینة العلم کی بارگاہ میں

ایک حقیر سا نذرانہ

محمد باقر حسن

تاثرات

حضرت علیؑ کا ذکر قرآن میں

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ کا ارشاد گرامی ہے کہ قرآن کریم چار حصوں میں نازل ہوا ہے۔ اس کا ایک چوتھائی حصہ تو ہماری تعریف و توصیف میں نازل ہوا ہے، ایک چوتھائی حصہ ہمارے دشمنوں کی مذمت میں، ایک چوتھائی حصہ قصص و امثال پر مشتمل ہے اور ایک چوتھائی حصہ میں شریعت کے اوامر و نواہی ذکر کئے گئے ہیں جبکہ علماء و مفسرین نے مفسر قرآن حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

”نَزَلَتْ فِي عَلِيٍّ ثَلَاثٌ مِائَةً آيَةً“

یعنی حضرت علیؑ کی شان میں تین سو آیتیں نازل ہوئی ہیں۔

محترم جناب محمد باقر حسن لکھنوی صاحب اپنے ریٹائرمنٹ کے بعد سے لکھنے کی طرف کافی مائل ہوئے ہیں ابھی اپنی نئی تالیف ”انبیائے قرآن“ سے فراغت پائی ہی تھی کہ ایک اور کتاب لکھ ڈالی اور انبیاء کے بعد امامت کی طرف آگئے اور حق ولایت امیر المومنینؑ ادا کرتے ہوئے اب جو کتاب

لکھی ہے اس کا عنوان جمیل ہے ”حضرت علیؑ کا قرآن میں ذکر“ اور اس عنوان کے تحت ان تمام آیات کے تراجم جمع کر دیئے گئے ہیں جن سے فضائل امیرالمومنینؑ کی جھلک نمایاں ہوتی ہے۔ گویا قرآن و اہل بیت کا تعارف کرانے کی سعادت حاصل کی ہے۔

معبود برحق باقر حسن صاحب کی اس کاوش کو مقبول و منظور

فرمائے اور ہم سب کو عرفان قرآن و اہل بیت مرحمت فرمائے۔

والسلام

سید رضا حیدر رضوی

امام جمعہ و جماعت (لندن)

پیش لفظ

جب کوئی شخص کتاب مرتب کرنا چاہتا ہے تو اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ جو علم اس نے حاصل کیا ہے اس کو دوسروں تک پہنچائے اور جب کوئی مسلمان کتاب لکھنا چاہتا ہے تو اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی کتاب میں زیادہ سے زیادہ کتاب خدا اور سنت رسولؐ سے استفادہ کرے اور اس کے اپنے الفاظ کم سے کم ہوں اور قرآن و احادیث کا ذکر زیادہ سے زیادہ ہو۔ تاکہ وہ کتاب محدود نہ رہے بلکہ لامحدود ہو جائے۔

اگر میں یوں کہوں تو بجانہ ہو گا کہ ہر مولف کی خواہش ہوتی ہے علم کا حصول و تحصیل اور علم کا حصول مدینۃ العلم کے درپے جائے بغیر ممکن ہی نہیں۔ قول رسول اکرم ﷺ ہے:

”أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا“

میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔

دنیا کا کوئی سا بھی علم ہو وہ اپنے عروج تک پہنچ نہیں سکتا جب تک کہ باب مدینۃ العلم سے منسلک نہ ہو جائے۔ ہم نے بھی اپنی پہلی تالیف ”انبیائے قرآن“ اور اسی سلسلہ کی دوسری کتاب ”حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ“ میں بھی اپنے الفاظ کو بہت ہی محدود رکھنے کی کوشش کی اور اب اپنی تیسری کتاب ”حضرت علیؑ کا قرآن میں ذکر“ میں بھی ہر ممکن کوشش کریں گے کہ اپنے الفاظ کو محدود رکھیں اور کلام خدا ہی کو ذکر کریں۔ قرآن مجید مدینۃ العلم پر نازل ہوا اور یقیناً باب مدینۃ العلم سے ہو کر مدینۃ العلم کی بارگاہ میں شرفیاب ہوا ہو گا کیونکہ خدا کا حکم ہے کہ گھروں میں دروازوں سے داخل ہوا کرو۔ یہی وجہ ہے کہ مولائے کائناتؑ فرماتے ہیں کہ میں قرآن کی ہر ہر آیت کی شان نزول، وجہ نزول اور مقام نزول کو بعد از رسول سب سے زیادہ جانتا ہوں۔

بہر حال ہمارا موضوع ہی ذات مولائے کائناتؑ ہیں اور ہ چاہتے

ہیں کہ ان کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کی جائے تو خالق کائنات سے زیادہ ان کی معرفت کس کو ہو سکتی ہے۔ لہذا موجودہ کتاب میں ہم آیات قرآن کریم اور ان کا ترجمہ پیش کریں گے اور بعض جگہ جہاں کہیں وضاحت کی ضرورت ہوگی تھوڑی بہت وضاحت بھی کریں گے۔ چونکہ ہم نے اس کتاب کے استفادہ کے لئے مولانا فرمان علی صاحب کے قرآن مجید سے استفادہ کیا ہے لہذا اگر کوئی شخص تفصیل چاہتا ہے تو اسے وہاں سے یا تفاسیر کی دیگر کتب سے رجوع کرنا پڑے گا۔ کیونکہ مختصر سی کتاب میں تفصیل ممکن نہ تھی۔

خداوند قدوس کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ میری اس حقیر سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبولیت کا شرف عطا فرمائے اور اسے میری اور میرے والدین کی بخشش کا ذریعہ قرار دے۔

اللھم تقبل منّا انک انت سمیع الدعآ

دعاؤں کا طالب

محمد باقر حسن

(لندن)

حضرت علیؑ کی حیات مبارکہ

مولود کعبہ حضرت علیؑ حضرت ابو طالبؑ کے فرزند تھے۔ آپ حضرت رسول خداؐ کے بھائی، جانشین اور داماد تھے۔ حضرت فاطمہؑ سے آپ کے دو بیٹے (امام حسن و امام حسینؑ) اور دو بیٹیاں (حضرت زینب اور ام کلثومؑ) تھیں۔ آپ جس طرح عالم ارواح میں نور سرور کائنات کے ساتھ منسلک تھے اسی طرح کار دنیا میں بھی تاحیات شریک رہے اور ہر موقع پر تاجدار عالم کے پیش پیش رہے۔ اسلام کی پہلی منزل (دعوت ذوالعشرہ) سے لے کر جناب رسالت مآبؐ کے انتقال تک ان سے جدا نہ ہوئے۔

آپ کی نوری تخلیق خلقت سرور کائنات ﷺ کے ساتھ ساتھ پیدائش عالم و آدم سے بہت پہلے ہو چکی تھی۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۳ رجب ۳۰ عام الفیل بمطابق ۶۰۰ء یوم جمعہ بمقام خانہ کعبہ ہوئی۔ آپ ماں باپ دونوں طرف سے ہاشمی تھے۔ مورخین کہتے ہیں کہ آپ سے پہلے کوئی خانہ کعبہ میں پیدا ہوا اور نہ کوئی ہوگا۔ اس کے بارے میں علماء نے تواتر کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ (مستدرک امام حاکم جلد ۳ صفحہ ۴۸۳)

فاطمہ بنت اسد کو جب دروزہ کی تکلیف محسوس ہوئی تو آپ خانہ

کعبہ میں گئیں اور اس کا طواف کیا۔ اور دیوار کعبہ سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئیں اور مولود کے واسطے سے خدا سے دعا کی ابھی آپ کی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ دیوار کعبہ شق ہو گئی اور آپ (فاطمہ بنت اسد) کعبہ میں در آئیں۔ جہاں حضرت علیؑ کی ولادت ہوئی۔

روایت ہے کہ آپ نے آنکھیں نہ کھولیں یہاں تک کہ تیسرے دن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ نے علیؑ کو اپنی آغوش مبارک میں لیا تو آنکھیں کھول کر جمال رسالت پر نظر ڈالی اور اپنی زبان مبارک علیؑ کے دہن مبارک میں دی اور بقول علامہ اردبیلی زبان رسالت سے دین امامت میں بارہ چشمے جاری ہو گئے سلام کے بعد تلاوت صحیفہ آسمانی شروع کی۔

الغرض حضرت علیؑ خانہ کعبہ سے چوتھے دن باہر لائے گئے اور اس در پر حضرت علیؑ کے نام کا بوڑا نصب کر دیا گیا۔ جو ہشام ابن عبد الملک کے دور تک لگا رہا۔ آپ پاک و پاکیزہ، طیب و طاہر اور محتون پیدا ہوئے۔ آپ نے کبھی بتوں کے سامنے سر نہ جھکا یا اور نہ بت پرستی کی جس کی وجہ سے آپ کے نام کے ساتھ ”کرم اللہ وجہ“ کہا جاتا ہے۔ (نور الابصار نمبر ۷۶)

مورخین کے مطابق آپ کا نام جناب ابو طالبؑ نے اپنے جد اعلیٰ کے نام پر ”راز بدء“ اور ماں فاطمہ بنت اسد نے اپنے باپ کے نام پر ”اسد“ رکھا اور سرور کائنات ﷺ نے ”علی“ رکھا اور فاطمہ بنت اسد نے اس کی

تصدیق کی کہ ہم نے ہاتفِ غیبی سے یہی نام سنا تھا۔ آپ کا ایک مشہور نام حیدر بھی ہے جو آپ کی ماں نے آپ کا رکھا۔ جس کی تصدیق اس رجز سے ہوتی ہے جو آپ نے مرحب کے مقابلے میں پڑھا تھا۔

آپ کی کنیت و القاب بے شمار ہیں۔ جس میں سے ابو الحسن، ابو تراب بہت مشہور ہیں۔ جبکہ القاب میں سے سب سے مشہور امیر المومنین، المرئضی، حیدر کرار اور ساقی کوثر زیادہ مشہور ہیں۔

اظہارِ ایمان کے سلسلے میں صرف اتنا کہا جا سکتا ہے کہ آپ باایمان کعبہ میں پیدا ہوئے۔ زبان رسالت لعابِ دہن رسالت سے پرورش پائی۔ میدانِ جنگ میں کامیابیوں کے جوہر دکھا کر ”کل ایمان“ کی سند لی۔ اور امیر المومنین کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ ”میں نے امت میں سب سے پہلے خدا کی عبادت کی اور سب سے پہلے رسول خدا ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔“ (استعاب جلد ۲ صفحہ ۴۷۲)

پیغمبر اسلام ﷺ فرماتے ہیں کہ علی نے چشمِ زدن کے لئے بھی کفر اختیار نہ کیا۔ (سیرت حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۲۷۰)

آپ کی شادی ۲ھ کو رسول اکرم ﷺ کی دختر نیک اختر جناب فاطمہ زہرا = سے انجام پائی۔ دنیاوی لحاظ سے آپ ماں کی طرف سے ملکہ عرب حضرت خدیجہ ☆ کی بیٹی تھیں اس لحاظ سے آپ نے یقیناً جاہ و حشم دیکھا ہوگا۔ لیکن رشتہ ازدواج میں آنے کے بعد آپ نے گھر کی ذمہ داری خود

اپنے سر لے لی۔ جبکہ باہر کا کام خود حضرت علیؑ دیکھا کرتے تھے۔
 رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ علی کے علاوہ فاطمہ کا ساری دنیا
 میں رہتی دنیا تک ہم کفو نہیں ہو سکتا (نور الانوار)
 پھر فرماتے ہیں: مجھے خدا نے حکم دیا کہ میں فاطمہ کی شادی علی
 سے کروں۔

آپؐ نے فرمایا: ہر نبی کی نسل اس کے صلب میں ہوتی ہے لیکن
 میری نسل صلب علی میں سے قرار دی گئی ہے۔ (صواعق محرقة ۷۴)
 علامہ محمد ابن طلحہ شافعی نے مطالب لاسول میں لکھا ہے کہ
 حضرت کی سیادت مسلمین اور امامت متقین جس طرح صفت ذاتی ہے۔
 رسول خدا ﷺ نے اپنا نفس قرار دے کر حضرت علیؑ کی سیادت کو بام
 عروج پر پہنچادیا۔

جناب فاطمہ بنت اسد نے اہم بعثت میں اظہار الاسلام کیا آپ اسی
 سال شرف ہجرت سے مشرف ہوئیں اور ۴ھ میں آپ انتقال فرما گئیں۔
 آپ کے انتقال سے جہاں حضرت علیؑ سو گوار ہوئے وہیں رسول اکرم ﷺ
 کو بھی انتہائی رنج ہوا۔ رسول اکرم ﷺ حضرت علیؑ کی والدہ کو اپنی ماں
 کہا کرتے تھے اور اکثر ان کے ہاں جا کر رہتے تھے۔ انتقال پر آپ خود قبر
 کھودنے میں شریک ہوئے اور اپنے کرتے کو شریک کفن کیا اور قبر میں
 لیٹ کر قبر کی کشادگی کا اندازہ لگایا۔ (کنز العمال جلد ۶ نمبر ۷)

آپ کے والد حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ ۳۵ء میں بمقام مکہ پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے۔ حضرت عبدالمطلب کے انتقال کے وقت جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۸ سال تھی۔ آپ نے ان کی پرورش اپنے ذمہ لے لی اور تا حیات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھ بھال میں گزار دی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب خدیجہ الکبریٰ کی شادی کے وقت خطبہ نکاح خود پڑھایا اور ان کا حق مہر اپنے پاس سے دیا۔ آپ کا انتقال رضی اللہ عنہ بعثت میں ۸۰ سال کی عمر میں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابوطالب کی وفات سے انتہائی محزون ہوئے اور اس سال کا نام عام الحزن رکھ دیا۔ حضرت ابوطالب کو اسلامی اصول کے مطابق دفن کر دیا گیا۔ (تاریخ سیرت جلسہ)

حضرت علیؑ کے جنگی کارناموں پر اگر نظر ڈالی جائے تو آپ کی ذوالفقار ہر جگہ چمکتی نظر آتی ہے۔ وہ جنگ احد ہو، بدر ہو، خندق ہو، یا خیبر ہو۔ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت علیؑ کے مقابلے میں کوئی بہادر ٹک نہ سکا۔ آپ کی تلوار نے مرحب و عنتر، عمر بن عبدود کو فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ اسلام پر حضرت علیؑ کے اتنے احسانات ہیں کہ ان کو چند ستروں میں نہیں لکھا جا سکتا۔ لہذا مختصراً حالات پر اکتفاء کر رہا ہوں۔ دعوت ذوالعشیرہ وہ پہلا واقعہ ہے۔ جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قریبی عزیزوں و اقرباء کو بلا کر دعوت فکر دی اور فرمایا جو آج میرا ساتھ دے گا میرا وزیر اور خلیفہ ہوگا۔

دوسرا واقعہ شب ہجرت بستر رسول ﷺ پر سو کر آپ ﷺ کی جان بچائی بلکہ اسلام کا پھلنے پھولنے کا موقع فراہم کیا اور تین یوم تک غار میں کھانے پینے کا انتظام بھی کیا۔

جنگ بدر میں جبکہ کل تین سو تیرہ مسلمان تھے آپؐ نے کمال جرأت کا مظاہرہ کیا۔

جنگ احد میں جب بڑے بڑے مسلمان سرور کائنات ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو آپؐ نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کی جان بچائی اور اسلام کی عزت رکھ لی۔ اس کے علاوہ مختلف مقامات پر آپؐ نے تلوار کے جوہر دکھائے۔ جس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آج علیؑ کی اک ضربت عبادت ثقلین سے بہتر ہے۔

حضرت علیؑ کی شان میں قرآن بھرا پڑا ہے آپؐ آئندہ صفحات میں مطالعہ فرمائیں گے۔ اس کے علاوہ متعدد احادیث آپؐ سے منسوب ہیں۔ مثلاً حدیث مدینہ، حدیث سقیفہ، حدیث نور، حدیث منزلت، حدیث خیبر، حدیث خندق، حدیث طبر، حدیث ثقلین اور حدیث غدیر اس کے علاوہ تفصیل کے لئے عقبات الانوار ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن مجید کے پارہ ۲۰ رکوع ۷۔۱۰ میں بصراحت موجود ہے کہ خلیفہ اور جانشین بنانے کا حق صرف خداوند کریم کو ہے اور یہی وجہ ہے کہ

جب حضرت موسیٰ کو دربارِ نمرود لے جایا گیا تو آپ نے اپنے بھائی کے لئے اللہ تعالیٰ سے سفارش کی کہ اس کو میرا مددگار بنا اور جب اللہ تعالیٰ نے ہارون کو آپ کا وصی بنا دیا تو آپ ان کو ساتھ لے گئے نہ کہ اپنی مرضی سے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول خدا ﷺ نے یہ بات کہی کہ علی تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو موسیٰ سے ہارون کو تھی۔

تمام انبیاء کا تقرر خود خداوند قدوس نے کیا اور ان کا جانشین بھی خود مقرر کیا اور کسی نبی کو یہ حق نہ دیا کہ وہ خود اپنا جانشین مقرر کریں۔ چہ جائیکہ اس کام کو خطا کار قوم پر چھوڑ دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ حجۃ الوداع کی واپسی کے موقع پر آنحضرت ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ”جو حکم جو تم کو دیا گیا ہے پہنچا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو گویا تم نے کوئی کار رسالت انجام ہی نہ دیا۔“ چنانچہ ۱۸ ذی الحجۃ ۱۰ھ کو بمقام غدیر خم آپ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار اصحاب کی موجودگی میں حضرت علیؑ کی حکومت کا اعلان عام فرمایا۔ جس پر وہاں موجود افراد نے حضرت علیؑ کو مبارک باد دی۔

حضرت علیؑ کی علمی حیثیت :

حضرت علیؑ نفسِ رسول بھی ہیں اور آپ علم لدنی سے مالا مال تھے۔ ابو الفداء کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ علم الناس بالقرآن والسنن تھے یعنی تمام لوگوں سے زیادہ انہیں قرآن و حدیث کا علم تھا۔ خود سرکار کائنات

ﷺ فرماتے ہیں: ”انادارالحکمة وعلی بابہا“

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے مجھے علم کے ایک ہزار باب تعلیم فرمائے اور میں نے ہر باب سے ہزار ہزار باب پیدا کئے۔

دوسری جگہ فرمایا: رسول اکرم ﷺ نے مجھے اس طرح علم عطا کیا جس طرح کبوتر اپنے بچے کو دانہ کھلاتا ہے۔

آپ ”سلونی سلونی“ کے واحد دعویدار تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے ”سلونی سلونی ان تقفدونی“ میری زندگی میں جو چاہو مجھ سے پوچھ لو اس سے پیشتر کہ میں تم میں نہ رہوں۔

لیکن افسوس کہ پوچھنے والوں نے پوچھا بھی تو بے تکی سوال۔ آپؓ کی علیت سے کوئی فائدہ نہ حاصل کر سکے۔

ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ آسمان کے بارے میں جو چاہو مجھ سے پوچھ لو کہ میں زمین سے زیادہ آسمان کے راستوں کا علم رکھتا ہوں۔

ایک دن فرمایا کہ اگر میرے لئے مسند قضا بچھا دی جائے تو توریت والوں کو توریت سے، انجیل والوں کو انجیل سے، زبور والوں کو زبور سے اور فرقان والوں کو قرآن سے اس طرح جواب دے سکتا ہوں کہ ان کے علماء حیران رہ جائیں۔

ایک شب ابن عباس نے حضرت علیؑ سے خواہش ظاہر کی کہ بسم اللہ کی تفسیر فرمائیں۔ آپؑ ساری رات بیان فرماتے رہے تاآنکہ صبح ہو گئی۔ آپ نے فرمایا: مختصراً یہ سمجھ لو کہ جو کچھ قرآن میں ہے وہ سورۃ حمد میں ہے اور جو سورۃ حمد میں ہے وہ بسم اللہ میں ہے اور جو کچھ بسم اللہ میں ہے وہ بسم اللہ میں ہے اور جو بسم اللہ میں ہے وہ نقطہ بائے بسم اللہ میں ہے اور اے ابن عباس میں وہی نقطہ ہوں۔

طبری تحریر فرماتے ہیں کہ سرکار کائنات ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص علم آدم، فہم نوح، علم ابراہیم، زہد یحییٰ، صولت موسیٰ کو ان کی صفات سمیت دیکھنا چاہے اسے چاہئے کہ وہ علی ابن ابی طالبؑ کے چہرہ انور کو دیکھے۔ (نور الابصار شرح مواقف مطالب)

آپ کے اشعار کا ایک دیوان بھی موجود ہے۔ جسکا نام انوار الاقوال ہے۔ علامہ رضی نے آپ کے خطبات یکجا کئے ہیں۔ جو ”نہج البلاغہ“ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی مشہور ترین تصنیف ”جفر و جامعہ“ ہے۔ جو ایک بعید الفہم دنیا تک ہونے والے واقعات بتلاتے ہیں البتہ امام جعفر صادقؑ نے اس کے کچھ حصے کی تشریح کی ہے۔ باقی بارہویں امام مہدیؑ آکر ان کو پورا کریں گے۔

ابن شہر آشوب اپنی کتاب معالم علماء میں، اور علامہ محسن صدر نے کتاب الشیعہ و فنون اسلام میں تحریر فرمایا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے

مصنف حضرت علیؑ ہیں آپ کی کتاب کا نام کتاب علی تھا۔ اس کتاب میں تمام دنیا کے ہونے والے واقعات حالات مندرج تھے۔ آپ نے قرآن مجید کو بھی تنزیل کے مطابق جمع کیا اور دوسری بہت سی کتابیں ہیں۔ اس کے علاوہ مالک اشتر کے نام آپؑ کا تحریری ہدایت نامہ بہت مشہور ہے۔ اور محمد بن حنفیہ کے نام وصیت یہ وہ تحریریں ہیں جو ہر زمانے کے لئے مفید ہیں۔

علامہ اردبیلی تحریر فرماتے ہیں کہ ”اشرف العلوم“ علم الحیات ہے اور یہ حضرت علیؑ کے ہی کلام سے اقتباس ہے۔ آپ ہی اس کی ابتداء اور آپ ہی اس کی انتہا ہیں۔

عقائد کے اعتبار سے اسلام میں جو مختلف فرقے ہیں۔ ان میں معتزلہ بھی ہے۔ اس فرقہ کا بانی اور اصل ابن عطا ہے۔ جو ابو ہاشم کا شاگرد تھا اور محمد حضرت کے شاگرد تھے۔ دوسرا فرقہ اشعریہ ہے جو ابو الحسن اشعری کی طرف منسوب ہے۔ اس کی انتہا بھی حضرت علیؑ تک قرار پائی ہے۔ تیسرا فرقہ امامیہ وزیدیہ ہے یہ بھی حضرت علیؑ کی طرف منسوب ہے۔

اسلام میں علم فقہ کا تعلق آپ سے ہی منسوب ہے اس طرح اہل سنت کے چاروں فرقے، مالکی، حنفی، شافعی اور حنبلی واسطہ یا بالواسطہ آپ کے شاگرد تھے۔

مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر اپنے زمانہ خلافت میں حضرت علیؑ سے مسائل میں رجوع کرتے تھے اور بارہا اس بات کا اعلان کیا

کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

اسلامی علوم میں علم طریقت و حقیقت اور اصول تصوف بھی ہے اس فن کے جملہ علماء و ماہرین اپنے کو حضرت علیؑ سے منسوب کرتے ہیں۔ اس کی صراحت ان لوگوں نے بھی کی ہے جو فرقہ صوفیہ کے امام اور پیشوا مانے گئے ہیں۔

ماہرین علم کو معلوم ہے کہ علم نحو کے بانی حضرت علیؑ ہیں آپ ہی نے اس کی ایجاد کی آپ ہی نے اس قواعد و ضوابط تحریر فرمائے۔ اس کے قوانین ترتیب دینے کا طریقہ سیکھایا۔ کہتے ہیں آپ کے ان مختصر اصول و ضوابط کو آپ کے معجزات میں شمار کرنا چاہئے۔ (شرح ابن ابی الحدید) اس کے علاوہ آپ مختلف علوم پر کمال رکھتے تھے۔

معجزات:

روایت میں ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ جنگ صفین سے واپس جاتے ہوئے ایک صحرا سے گزرے۔ شدت گرمی کی وجہ سے آپ کا لشکر بے انتہا پیاسا تھا۔ آپ سے پانی کی خواہش ظاہر کی آپ نے صحرا میں نظر دوڑائی ایک بہت بڑا پتھر نظر آیا آپ اس پتھر کے پاس گئے اس کو حکم دیا کہ ”بتا کہ پانی کہاں ہے“ اس نے بقدرت خدا جواب دیا کہ ”میرے نیچے“ آپ نے لشکر حکم دیا کہ اس پتھر کو ہٹاؤ لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے تو آپ نے لب

مبارک کو حرکت دی اور پھر اس پتھر پر ہاتھ مارا۔ اس پتھر کو ہاتھ مارنا تھا کہ پتھر اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ پانی کا چشمہ برآمد ہوا پورا لشکر سیراب ہوا۔ آپ نے پھر پتھر کو حکم دیا تو پتھر اپنی جگہ سرک گیا۔

عبداللہ بن یونس کا بیان ہے کہ میں ایک سال حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوا۔ راستے میں ایک نابینا حبشی خاتون کو دیکھا کہ وہ ہاتھوں کو اٹھائے اس طرح دعا کر رہی تھی۔ اے اللہ! مجھے علی بن ابی طالبؑ کے صدقہ میں بینا بنادے۔ یہ دیکھ کر میں اس کے قریب گیا اور اس سے پوچھا۔ کیا واقعی تو علی بن ابی طالبؑ سے بہت محبت رکھتی ہے؟

اس نے کہا: بے شک میں ان پر صد ہزار جان سے قربان ہوں۔ یہ سن کر میں نے اس کو کافی دام درہم دیئے جس کو اس نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ مجھے دینار و درہم نہیں آسکتیں چاہئیں۔ پھر میں اس کے پاس سے روانہ ہو کر مکہ معظمہ پہنچا اور حج سے فراغت کے بعد اسی راستہ سے واپس آیا۔ تو حبشی خاتون سے ملاقات ہوئی۔ دیکھا تو وہ چشم بینا کی مالک ہو چکی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے۔

اس نے بتایا کہ میں بدستور دعا کیا کرتی تھی ایک دن حسب معمول دعا میں مشغول تھی۔ ناگاہ ایک مقدس ترین عالم بزرگ ظاہر ہوئے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا واقعی تو علیؑ کو دوست رکھتی ہے؟ میں نے کہا: ہاں! ایسا ہی ہے۔ یہ سن کر انہوں نے کہا: ”خدا یا! اگر یہ عورت

دعویٰ محبت میں سچی ہے تو اسے بینائی عطا فرمادے۔ ان کے الفاظ کا زبان پر جاری ہونا تھا کہ میری آنکھیں چشم بینا میں تبدیل ہو گئیں۔ جو نبی میں دیکھنے کے قابل ہوئی میں فوراً ان کے قدموں پر گر پڑی پوچھا: آپ کون ہیں تو فرمایا: وہی جس کے واسطے سے دعا کر رہی تھی۔ (صلوات)

ایک روایت میں ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ مدینہ کی گلی سے گزر رہے تھے۔ ناگاہ آپؑ کی نگاہ ایک مومن پر پڑی جو ایک دوسرے شخص کی گرفت میں تھا۔ آپ اس کے قریب گئے اور پوچھا کیا معاملہ ہے؟ اس نے بتایا: مولا میں اس مرد منافق کا مقروض ہوں۔ اس نے مجھے پکڑ رکھا ہے۔ مجھے اتنی بھی مہلت نہیں دیتا کہ کہ میں انتظام کر سکوں۔ حضرت نے فرمایا: زمین کی طرف نظر کر اور جو پتھر تیرے ہاتھ میں آئین انہیں اٹھا لے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا ہاتھ میں وہ پتھر آتے ہی سونے میں تبدیل ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا: اسے اپنا قرض ادا کر اور باقی جو بچے اسے اپنے کام میں لا۔ (صلوات)

راوی کہتا ہے اس دن جبرائیل کے کہنے سے رسول خدا نے اس واقعہ کو اپنے اصحاب میں بیان فرمایا۔

ایک اور واقعہ عبد اللہ بن عباس کا بیان ہے کہ ایک دن نماز صبح کے بعد حضرت رسول خدا ﷺ مسجد کوفہ میں ابو ذرؓ، مقدادؓ، سلیمانؓ اور دوسرے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے ناگاہ مسجد کے باہر ایک شور

اٹھا۔ شور سن کر لوگ مسجد سے باہر گئے تو دیکھا کہ چالیس گھڑ سوار کھڑے ہیں اور ان کے آگے ایک خوبصورت نوجوان ہے۔

حذیفہ نے رسول اکرم ﷺ کو حالات سے آگاہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا علیؑ کو بلاؤ۔ حذیفہ بلائے گئے تو جناب امیر المومنینؑ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ ان کا تعارف کرایا۔ حضرت علیؑ نے اس مرد خوب رو سے کہا: اے حجاج بن خلیج ابن ابی العصف بن سعید بن ممتع بن علاق بن وہب بن صحب، بتا تیری کیا حاجت ہے؟

اس نے جب اپنا نام اور حسب سنا تو حیران رہ گیا اور کہا کہ حضور میرے بھائی کو شکار کا بہت شوق ہے اس نے ایک دن شکار کھلتے ہوئے ایک جانور کے پیچھے گھوڑا ڈالا اور اس پر تیر چلا دیا۔ اس کے فوراً بعد اس کا نصف حصہ بدن شل ہو گیا۔ بہت علاج کرائے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔

آپؐ نے فرمایا کہ اسے میرے سامنے لائو۔ وہ ستر پر لایا گیا۔ حضرت نے اسے حکم دیا اٹھ بیٹھو۔ چنانچہ وہ فوراً تندرستی کے ساتھ اٹھ بیٹھا۔ یہ دیکھ کر وہ اور اس کے قبیلے کے ستر ہزار نفوس مسلمان ہو گئے۔

آپؐ کی ذات ہمہ جہت تھی۔ چنانچہ مصر کے مشہور مؤرخ علامہ جرمی زیدان لکھتے ہیں میں علیؑ کے زہد و تقویٰ کے متعلق آپ کے واقعات بکثرت ہیں۔ اسلام کی پابندی کرنے میں آپ بہت سخت تھے۔ ہر قول و فعل

میں نہایت شریف و آزاد تھے۔ دھوکا دہی جعل و فریب سے مبرا تھے۔ آپ کی تمام تر توجہ دین اور محض دین کی طرف رہی تھی۔ آپ کی خلافت کے زمانے میں ہایک دفع اصفہان کا مال (خراج) آیا تو آپ نے اس کو سات حصوں میں تقسیم کر دیا۔ آپ کے پاس اوڑھنے کی جو چادر تھی اس کو آپ سودا سلف کے لئے بھی استعمال کرتے تھے۔ آپ کا قول ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے اتنا کم کھاہیں کہ بھوک سے ان کے پیٹ ہلکے رہیں اور خدا کے خوف سے اتنا روئیں کہ ان کی آنکھیں زخمی رہیں۔ (تاریخ تمدن اسلامی جلد ۴ نمبر ۳۷)

آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد حضرت علیؑ تو آپ کی تجہیز و تکفین میں مشغول رہے۔ جبکہ حضرت عمر اور حضرت ابو بکر سقیفہ میں خلافت سے کاروبار میں مشغول ہو گئے اور واپسی پر حضرت علیؑ سے سوال کیا کہ آپ نے ہمارا انتظار کیوں نہ کیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ رسول اکرمؐ بمقام غدیر خم خلیفہ مقرر کر چکے تھے تو آپ حضرات کس اصول کے تحت مسئلہ خلافت زیر بحث لائے اور کیا آپ کی وجہ سے ہم رسول کے لاشے کو بے گور و کفن رہنے دیتے۔

اس کے بعد حضرت ابو بکر نے آپ سے مطالبہ بیت کیا۔ آپ نے اس کے خلاف احتجاج کیا۔ فرمایا: مجھ سے بیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جس کے بعد آپ کے گھرانے پر تشدد کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ کو قتل

کی دھمکی دی گئی۔ اور آپ کے گلے میں رسی ڈالی گئی۔ فاطمہ = کے گھر کو جلانے کی دھمکی دی گئی اور بعض روایات میں ہے کہ آپ کے دروازے کو آگ لگا دی گئی۔ اس دروازے کو لات ماری گئی جس کے پیچھے جناب سیدہ = کھڑی تھیں وہ دروازہ ٹوٹ کر جناب سیدہ = پر گرا جس وجہ سے حضرت محسن کی شہادے ہوئی۔ جو بطن فاطمہ زہرا میں تھے۔

فدک کے سلسلے میں ام ایمن کی گواہی کو جھوٹا قرار دیا گیا۔ حضرت علیؑ ہر طرف سے مصائب و آلام میں گرفتار ہوئے۔ جس کا انہوں نے اپنے خطبات میں بھی ذکر کیا ہے۔ تفصیل کے لئے حضرت علیؑ کا خطبہ شتشتیہ ملا حظہ فرمائیں۔

رسول خدا ﷺ کی رحلت کو ابھی سو (۱۰۰) دن بھی نہ گزرے تھے کہ آپ کی رفیقہ حیات حضرت فاطمہ زہرا = بھی اپنے پدر رگوار سے جا ملیں۔ آپ نے حضرت فاطمہ زہرا = کی وصیت کے مطابق حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عائشہ کو جناب زہرا = کے جنازے میں شرکت سے منع کر دیا۔ اور آپ کو رات کی تاریکی میں سپرد خاک کیا اور فرمایا: اے زمین رسول اکرم ﷺ کی بیٹی جو میں اپنی امانت تیرے سپرد کر رہا ہوں۔

زمین نے جواب دیا: "اے علیؑ! آپ گھبرائیں نہ میں آپ سے زیادہ نرمی کروں گی۔ (مودۃ القربیٰ نمبر ۱۲۹)

پیغمبر اسلام ﷺ اور حضرت فاطمہ = کے انتقال کے بعد حضرت

علیؑ اس دار فانی میں بالکل تنہا رہ گئے۔ جبکہ زمہ داریاں اور بڑھ گئیں۔

(۱) آپ اس نتیجے پر پہنچے کہ دشمنان اہل بیت کو ان کے حال پر چھوڑ

دیا۔

(۲) خود گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ لیکن ہر کڑے وقت پر آپ نے

اسلام کی خدمت جاری رکھی۔ غاصبان خلافت کی مدد کرتے رہے۔ اس کا

مقصد فرمان پیغمبر الہی کا پورا کرنا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے آپ کو سب کچھ

بتا دیا تھا۔

علامہ ابن حجر لکھتے ہیں:

”ان الله تعالى اطلع نبيه على ما يكون بعدا هما ابتلى به

علیؑ

خداوند عالم نے اپنے نبی کو ان تمام امور سے باخبر کر دیا تھا۔ جو ان

کے بعد ہونے والے تھے۔ ان حالات و حادثات کی اطلاع کر دی تھی۔ جس

سے علیؑ کا واسطہ پڑا۔ (صواعق محرقة نمبر ۷۲)

یہی وجہ ہے کہ علیؑ نے تمام مصائب و آلام کو نہایت خندہ پیشانی

سے برداشت کیا لیکن تلوار نہ اٹھائی اور اپنے نیک مشوروں سے اسلام کی مدد

کرتے رہے جس علیؑ نے اسلام کی آبیاری کے لئے تلوار چلائی ہو وہ کیونکر اسی

تلوار سے اسلام کی بنیاد کو تباہ کر سکتا ہے۔ آپ کا مقصد تو اسلام کو پھلتا پھولتا

اور مضبوط دیکھنا تھا۔ چاہے اس میں کتنی ہی پریشانیاں اور دشواریاں کیوں نہ ہوں۔

آپ کا فرمان ہے کہ خدا کی قسم اگر دین میں تفرقہ پڑ جانے اور عہد کفر کے پلٹ آنے کا ڈر نہ ہوتا تو میں ان کی ساری کاروائیاں پلٹ دیتا۔ (فتح الباری شرح بخاری جلد ۴ نمبر ۲۴)

حضرت علیؑ نے بھی وہی کیا جو رسول اکرم ﷺ منافقوں اور مولفۃ القلوب کے ساتھ کرتے تھے۔

شواہد النبوة اور فتح الباری میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ سے فرمایا: اے عائشہ! ”اگر تیری قوم تازی کفر سے مسلمان نہ ہوئی ہوتی تو میں اس کے ساتھ وہ کرتا جو کرنا چاہئے تھا۔“

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: خدا کی قسم میں نے اس وقت کا زیادہ خیال رکھا کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے عہد خاموشی صبر سے لیا تھا۔

اعثم کوفی کا اردو ترجمہ طبع دہلی کے نمبر ۱۱۳ سے نقل ہے۔ ”خدا کے جلیل کی قسم اگر محمد رسول اللہ ﷺ ہم سے عہد نہ لے لیتے اور ہم کو اس امر سے مطلع نہ کر چکے ہوتے جو ہونے والا تھا تو میں اپنا حق کبھی نہ چھوڑتا اور کسی شخص کو اپنا حق نہ لینے دیتا اور اپنے حق کے حاصل کرنے کے لئے اس قدر کوشش بلوغ کرتا کہ حصول مطلب سے پہلے ہلاکت میں پڑنے کا بھی خیال نہ کرتا“

ان تمام تحریروں پر نظر ڈالنے کے بعد یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت علیؑ نے جنگ کیوں نہ کی اور صبر و شکر کو کیوں ترجیح دی۔

نہایة اللغة امام اہل سنت ابن اثیر جزری نمبر ۲۳۱ میں ہے
 ”الاعجاز جمع دھو موخر الشبی یرید بہا آخر الامور“ اعجاز عجز کی جمع ہے جس کے معنی خرفتنی کے ہیں اور جس کا مطلب آخر امور تک پہنچنے سے متعلق ہے۔

اس کے بعد علامہ جزری لفظ اعجاز کی شرح کرتے ہوئے حضرت علیؑ کی ایک حدیث نقل فرماتے ہیں آپ فرماتے ہیں:

خلافت ہمارا حق ہے اگر ہمیں دے دیا گیا تو لے لیں گے اور اگر ہمیں روک دیا گیا۔ یعنی نہ دیا گیا تو ہم اعجاز اہل پر سواری کریں گے یعنی آخر تک اپنے اس حق کے لئے جدوجہد کریں گے اور اس میں مدد کی پرواہ نہ کریں گے۔ یہاں تک کہ اسے حاصل کر لیں اور پھر جب انہوں نے (خلافت) حاصل کر لی تو اسے صحیح اصولوں پر چلانا ضروری سمجھا۔ اب اگر آپ کے اس بیان کو دوسرے گیارہ اماموں پر منطبق کر دیں تو ہمارے آخری امام یعنی (آخر الزمان) تشریف لائیں گے اور اپنے حق کو حاصل کریں گے اور دنیا جو ظلم و جور سے بھری ہوگی اس کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت علیؑ اپنے پیش رو حضرات خلفاء کو غادر، خائن، کاذب، تحفظ و قرآن اسلام کی خاطر خلفاء کو اپنے مفید مشوروں سے سرفراز کرتے رہے ہیں۔ مثال کے لئے ملاحظہ ہو۔ قیصر روم نے خلیفہ دوم سے سوال کیا کہ آپ کے قرآن میں کون سا ایسا سورہ ہے جو صرف سات آیتوں پر مشتمل ہے اور اس میں سات حرف تہجی کے نہیں ہیں۔ اس وقت کے خلیفہ اور علماء دربار کے پاس اس کا جواب نہ ملا تو حضرت عمر نے علیؑ کی طرف رجوع کیا اور ان کے سامنے سوال رکھا آپ نے فوراً ارشاد فرمایا: وہ سورہ حمد ہے اور حروف میں ث، ج، خ، ز، ش، ظ اور ف نہیں ہیں۔

دوسرا واقعہ علماء یہود کی طرف خلیفہ دوم سے اصحاب کے بارے میں سوال کئے گئے۔ آپ اس کا جواب نہ دے سکے اور حضرت علیؑ کی طرف رجوع کیا تو آپ نے اس کا جواب بھی دیا جس سے وہ مطمئن ہوئے۔

حضرت علیؑ اپنے قیمتی مشوروں سے حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے صائب رائے سے مستفیض کرتے رہتے تھے۔ جنگوں میں جانے سے متعلق آپ حضرت علیؑ سے مشورہ کرتے جنگ فارس اور جنگ روم ایران میں جب آپ نے حضرت علیؑ سے مشورہ کیا تو آپ نے ان کو جنگ میں جانے سے منع کیا جس پر حضرت عمر نے سختی سے عمل کیا۔ مولائے کائنات کی نظر میں ابتدائی جنگیں محفوظ تھیں جس کو دیکھتے ہوئے آپ نے ان کی

مرضی کی رائے دی اور اسلام کو کسی بھی ناخوشگوار واقع سے محفوظ کر لیا۔

حضرت علیؑ کی خلافت ظاہری :

پیغمبر اسلام ﷺ کے انتقال کے بعد آپ گوشہ نشینی کی زندگی گزارتے رہے اور اپنے فرائض کو باخیر و خوبی انجام دیتے رہے۔ تیسرے خلیفہ کے بعد خلافت کا تخت ان کے قتل کے بعد خالی ہو گیا۔ جس کے ذمہ دار خود حضرت عثمان تھے۔ حضرت عثمان نے اپنے عہد خلافت میں ہر اس عمل کو جاری کیا جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہ تھی۔

عبدالرحمن بن عوف نے جب خلافت کی شرط میں سیرت شیخین پر عمل قرار دیا تو حضرت علیؑ نے فرمایا: میں خدا، رسول اور اپنی صائب رائے پر عمل کروں گا۔ لیکن سیرت شیخین پر عمل نہیں کر سکتا۔ (طبری جلد ۵ نمبر ۳)

لیکن حضرت عثمان نے اس شرط کو مان لیا جس کی بنا پر انہیں خلافت دے دی گئی اور بعد میں انہوں نے اپنے عہد میں خویش پروریا اور اقرباء نوازی کی ایسی مثالیں قائم کیں جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہ تھی۔ جس کی سب سے بڑی مثال ہے کہ آپ نے مروان بن حکم کو اپنا وزیر اعظم بنایا اور اپنی بیٹی کی شادی کر کے اس کو اپنا داماد بنایا اور اپنی بیٹی کے لئے محل تعمیر کرائے۔ یہ وہی مروان ہے جس کو رسول اکرم ﷺ نے شہر بدر

کر دیا تھا اور شیخین نے بھی اسے مدینے داخل ہونے کی اجازت نہ دی تھی۔ فذک جس کو رسول اللہ ﷺ فاطمہ زہرا = کو بہہ کر چکے تھے۔ وہ مروان کے حوالے کر دیا۔ قرآن جو اب تک جاری تھے ان کو جمع کر کے جلوا دیا گیا اور جن لوگوں نے قرآن دینے سے انکار کیا ان معزز اصحاب کو پٹوایا گیا۔ یہاں تک کہ ان کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ حضرت عائشہ کا وظیفہ بند کر دیا اور حضرت محمدؐ ابن ابوبکر کو قتل کرنے کی سازش کی گئی۔ ان حالات کی وجہ سے حضرت عائشہ نے حکم دیا کہ اس لمبی ڈاڑھی والے کو قتل کر دو۔ (روضۃ الاحباب جلد ۳ نمبر ۲۰۱۲)

الغرض آپ ۸۸ سال کی عمر میں قتل ہو کر یہودیوں کے قبرستان (خش کوکب) میں دفن ہوئے۔

اس طرح خلافت کے تین دور گزرے۔ بالآخر اصحاب اس نتیجے پر پہنچے کہ خلافت بلا شرط غیر علیؑ کے سپرد کر دینی چاہئے۔ چنانچہ اس گروہ اصحاب میں عراق، مصر، شام، حجاز، فلسطین، اور یمن کے نمائندے شامل تھے اور یوں خلافت ظاہری قبول کرنے کے بعد آپ نے جو پہلا خطبہ پڑھا اس کی ابتداء ان الفاظ سے کی ”خدا کا لاکھ لاکھ شکر اور اس کا احسان ہے کہ اس نے حق کو اپنے مرکز اور مکان پر پھر لاکھڑا کیا۔“

حضرت علیؑ کے پاس حکومت اس وقت آئی جب لوگوں کی نیتیں فاسد ہو گئیں تھیں اور انتظامات ملکی اور اصولی حکومت کے متعلق والیوں

اور ماتحتوں کے دلوں میں حرص و طمع پیدا ہو گئی تھی۔ ان سب کا لیڈر مکار معاویہ ابن ابی سفیان تھا۔ کیونکہ اس کا مطمع نظر حکومت پر قبضہ جمانا تھا۔ اس نے مسلمانوں کا مال بے دریغ لٹا کر لوگوں کو ایک نئی راہ پر ڈال دیا تھا۔ اور ان کو اپنے تابع کر لیا تھا۔

حضرت علیؑ نے بیعت کے دوسرے روز بیت المال کا جائزہ لیا اور سب کو برابر تقسیم کر دیا۔ حبشی غلام اور قریشی سردار دونوں کو دو دو درہم ملے اس سے پیشانیوں پر سلوٹیں پڑ گئیں۔ بعض امیر حضرت علیؑ سے ناامید ہو کر معاویہ سے جا ملے۔ اسی دوران حضرت عائشہ حج سے واپس آئیں اور پوچھا کہ اب خلیفہ کون ہے؟

جب معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ تو اس نے پلٹا کھایا اور خون عثمان کا بدلہ لینے کھڑی ہو گئیں۔ جس کی وجہ دل میں چھپی ہوئی علیؑ سے دشمنی اور عداوت تھی۔ اس طرح حضرت علیؑ اموی عاملوں اور حاکموں سے تنگ تھے جو عثمان کے عہد میں حکومت پر معمور تھے اور موجود تھے اور بہت سے وہ لوگ تھے جن کے آباؤ اجداد حضرت علیؑ کی تلوار سے موت کے گھاٹ اتارے جا چکے تھے لہذا سب کے سب حضرت عائشہ کی آڑ لے کر ان کے مدد گار بن گئے۔ طلحہ وزیر جو حضرت علیؑ کی بیعت کرنے میں سبقت کر چکے تھے، عائشہ سے جا ملے اور حیلہ و بہانہ بازیاں شروع کر دیں۔ ان حالات میں آپ نے اکثر مقامات پر اپنے گورنروں کی تقریاں شروع کر دیں۔ تا

کہ بد عنوانیوں کا تدارک شروع ہو سکے۔

عامل ہٹتے گئے اور یہ لوگ معاویہ اور عائشہ کے گرد جمع ہوتے گئے۔ آخر کار حضرت عائشہ ”عسکر“ نامی اونٹ پر بیٹھ کر حضرت علیؑ کے خلاف جنگ میں شریک ہوئیں۔ ”عسکر“ نامی اونٹ کی سواری کی وجہ سے اس لڑائی کو جنگ جمل کہتے ہیں۔

حضرت علیؑ نے جن عاملوں کو ان کے مقام سے ہٹایا تھا۔ ان میں سے کچھ شام میں معاویہ کے پاس پہنچ گئے۔ اور کھ حجرت عائشہ کے پاس مکہ میں جمع ہو گئے۔ طلحہ، زبیر، عبداللہ، ابولیلیٰ کے مشورے سے ”انتقام خون عثمان“ کے نام سے ایک سازشی تحریک کی بنیاد ڈالی گئی۔ قتل عثمان کا الزام حضرت علیؑ پر لگایا گیا اور اس کا اعلان عام کر دیا۔ غرض کہ ایک ہزار افراد عائشہ کی آواز پر مکہ میں جمع ہو گئے۔ حضرت عائشہ کا یہ لشکر جب مقام ”ذات العرق“ میں پہنچا تو مغیرہ اور سعید ابن عاص نے لشکر سے ملاقات کی اور کہا اگر تم بدلہ لینا چاہتے ہو تو طلحہ، زبیر سے لو۔ کیونکہ یہی عثمان کے قاتل ہیں۔ اس کے بعد جب یہ لشکر ”مقام حواب“ پہنچا تو کتے بھونکنے لگے۔ حضرت عائشہ نے پوچھا: یہ کونسا مقام ہے؟

جواب ملا: اسے ”حواب“ کہتے ہیں۔ جس پر ان کو رسول اکرم ﷺ کی حدیث یاد آگئی آپ نے آگے جانے سے انکار کر دیا۔ لیکن عبداللہ ابن زبیر کے ضد کرنے سے آگے بڑھ گئیں اور بصرہ پہنچ کر علوی گورنر عثمان

بن حنیف پر شب خون مارا اور چالیس آدمیوں کو مسجد میں قتل کر دیا۔

حضرت علیؑ کو جب اطلاع ملی تو آپ بصرہ کی طرف روانہ ہوئے
حضرت ابھی مقام ذی قارہ ہی میں تھے کہ مظلوم عثمان بن حنیف آپ کی
خدمت میں پہنچے۔ حضرت نے عثمان کا حال دیکھ کر بہت افسوس کا اظہار کیا اور
فورا بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ قریب پہنچ کر قعتاق ابن عمرو کو ان لوگوں
کے پاس بھیج کر صلح کی پیش کش کی جو کامیاب نہ ہوئی۔

۱۵ جمادی الآخر ۳۶ھ یوم پنجشنبہ طلحہ وزیر نے شب خون مار کر
حضرت علیؑ کو قتل کر دینا چاہا۔ حضرت علیؑ تہجد میں مشغول تھے کہ آپ کو
حملہ کی خبر کی گئی۔ ادھر سے علیؑ کے لشکر پر تیروں کی بارش ہو گئی تو آپ نے
کہا: اب ان لوگوں سے جنگ جائز اور ضروری ہے۔ آپ نے حکم جنگ
صادر فرمایا اور یوں جنگ کا آغاز ہوا۔ آپ نے محمد حنیفہ کو جنگ کے لئے
جانے کا حکم دیا۔ کافی لڑائی کے بعد واپس آئے تو حضرت علیؑ نے علم لے کر
ایک زبردست حملہ کیا اور دشمن کو پسپا کر ڈالا۔

مروان کے زہر آلود تیر سے طلحہ مارے گئے ایک روایت کے
مطابق زبیر حضرت علیؑ سے ایک حدیث سن کر اس جنگ سے الگ ہو گئے
لیکن راستے میں وادی السباع کے قریب عمر بن جر موز نے ان کو حالت نماز
میں قتل کر دیا۔

حضرت عائشہ کے ناقہ کو پے کر دیا گیا۔ اونٹ ہودج سمیت گر

پڑا۔ جنگجو بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت علیؑ نے محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ ”ہودج“ کے پاس جا کر عائشہ کی حفاظت کریں۔ خود پہنچ کر حضرت عائشہ سے کہا تم نے حرمت رسول خدا ﷺ کو برباد کر دیا اور پھر محمد بن ابوبکر سے فرمایا: انہیں عبداللہ ابن حنیف خزاعی بصری کے مکان میں ٹھہرائو۔

مسعودی اور اعثم کوفی نے لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے حضرت عائشہ کو متعدد آدمیوں سے کھلا بھیجا کہ جلد سے جلد مدینہ واپس جاؤ۔ لیکن انہوں نے ایک نہ سنی۔ آخر میں بروایت روضۃ الاحباب السید واعثم کوفی امام حسنؑ کے ذریعے کھلا بھیجا کہ اگر تم نے تاخیر کی تو میں تمہیں زوجیت رسول خدا ﷺ سے طلاق دے دوں گا تو یہ مدینے کے لئے تیار ہوئیں۔

عبداللہ ابن عباس کو وہاں گورنر مقرر کر کے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ دوران قیام کوفہ، عراق، خراسان، یمن، مصر اور حرین کا انتظام کیا۔

جنگ جمل کے بعد حضرت علیؑ کے شام پر مقرر کئے ہوئے حاکم سہل ابن حنیف نے کوفہ آکر خبر دی کہ معاویہ نے اعلان بغاوت کر دیا اور عثمان کی بیوی نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں اور خون آلود کرتا دکھا کر عوام کو بغاوت پر ابھارا ہے۔

حضرت علیؑ نے معاویہ کو ایک خط مدینہ سے اور دوسرا خط کوفہ

سے ارسال کیا اور دعوت بیعت دی۔ لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ معاویہ لشکر جمع کرنے میں مشغول رہا ایک لاکھ چوبیس ہزار افراد پر مشتمل لشکر لے کر مقام صفین میں جا پہنچا حضرت علیؑ بھی شوال ۳۶ھ میں نخلیہ اور مدائن ہوتے ہوئے مقام رقة میں جا پہنچے۔ وہاں سے روانہ ہو کر آپ نے فرات عبور کیا۔ حضرت علیؑ کے مقدمہ الحیش سے معاویہ کے مقدمہ نے مزاحمت کی اور وہ شکست کھا کر معاویہ سے جا ملا۔ حضرت علیؑ کا لشکر جب وارد صفین ہوا تو معلوم ہوا کہ معاویہ نے گھاٹ پر قبضہ کر لیا ہے اور علوی لشکر پر پانی بند کر دیا ہے۔ پہلے پیغام رسانی سے بندش آب کو توڑنے کی کوشش کی مگر کوئی سماعت نہ ہوئی۔ بالآخر فوج نے زبردست حملہ کر کے گھاٹ چھین لیا اور بعد میں اعلان کر دیا کہ پانی کسی کے لئے بند نہیں ہے۔ حضرت علیؑ بار بار دعوت مصالحت دیتے رہے لیکن اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ یہ جنگ چار ماہ تک چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں ہوتی رہی۔ امیر المومنینؑ نے اپنی روایتی بہادری سے دشمنوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ اسی دوران عمرو عاص اور بشیر ابن ارطاة پر جب آپ نے حملہ کیا تو یہ زمین پر لیٹ کر برہنہ ہو گئے۔ حضرت علیؑ نے منہ پھیر لیا اور اس طرح انہوں نے اپنی جان بچائی اور اٹھ کر بھاگ نکلے تو تاریخ میں ہے کہ اس جنگ میں نوے لڑائیاں وقوع پذیر ہوئیں ۱۱۰ روز تک فریقین کا قیام صفین میں رہا معاویہ کے ۹۰ ہزار اور حضرت علیؑ کے ۲۰ ہزار سپاہی مارے گئے۔

اس جنگ میں عمار یاسر جن کی عمر ۹۳ سال تھی۔ میدان جنگ میں آنکے اور اٹھارہ شامیوں کو قتل کر کے شہید ہو گئے۔ عمار کی شہادت کے بعد حضرت علیؑ نے بارہ ہزار سواروں کو لے کر شدید حملہ کیا اور دشمنوں کی صفیں پلٹ دیں اس حملہ میں مالک اشتر بھی شامل تھے۔ حملہ کے دوسرے دن صبح کو حضرت علیؑ نے پھر لشکر معاویہ کو مخاطب کر کے فرمایا: سن لو کہ احکام خدا معطل کئے جا رہے ہیں۔ اس لئے مجبوراً گڑ رہا ہوں۔ پھر حملہ شروع کیا یہاں تک کہ لشکر معاویہ سے الغیث الغیث کی آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئیں۔ دوپہر تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ مالک اشتر دشمن کے خیمہ تک جا پہنچے قریب تھا کہ معاویہ زد میں آجائے۔

معاویہ نے جب دیکھا کہ حضرت علیؑ سے جنگ نہیں جیتی جاسکتی تو اس نے مروان کے کہنے پر ایک چال بازی یہ کھیلی کہ قرآن کو نیزوں پر بلند کر دیا کہ ہمارے درمیان قرآن کا فیصلہ ہو گا حضرت علیؑ کی فوج بھی تقسیم ہو گئی کچھ جنگ کے حق میں تھے اور کچھ جہالت کی بنا پر معاویہ کی چال میں آگئے اور پھر عوام کی بغاوت کے باعث فیصلہ حکمین کے حوالے سے جنگ بند ہو گئی۔ مجبوراً مالک اشتر کو چلتی ہوئی تلوار اور بڑھتے ہوئے قدم روکنا پڑے۔

بالآخر معاویہ کی طرف سے عمر و عاص اور علیؑ کی طرف سے بر خلاف مرضی مولا ابو موسیٰ اشعری کو حکم مقرر کیا گیا۔ بمقام ”ارزح“ چار چار سو افراد سمیت عمر عاص اور ابو موسیٰ اشعری جمع ہوئے تاکہ اپنا فیصلہ

سنائیں۔ باہمی فیصلہ دونوں کو خلافت سے معزول کرنا طے پایا۔ لیکن عمرو عاص نے ابو موسیٰ اشعری کو چکمہ دے دیا۔ پہلے ابو موسیٰ نے جا کر اپنا فیصلہ سنایا کہ میں علیؑ اور معاویہ کو خلافت سے معزول کرتا ہوں۔ اس کے بعد فیصلہ کے خلاف عمرو عاص نے منبر پر آکر کہا میں بھی علیؑ کو معزول کرتا ہوں اور علیؑ کو ہٹا کر معاویہ کو خلیفہ بناتا ہوں۔ یہ سن کر مجمع پر سناٹا چھا گیا۔ حکمین کے اس مکارانہ فیصلہ کو حضرت علیؑ اور ان کے طرف داروں نے مسترد کر دیا اور دوبارہ جنگ کا فیصلہ کیا۔ لیکن اسی دوران خوارج نے بغاوت کر دی۔ مجبوراً ان سے جنگ کرنا پڑی۔ نو آدمیوں کے علاوہ سب کے سب مارے گئے۔ اس جنگ کو جنگ نہروان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ صفین اور نہروان کی جنگ کے بعد حضرت علیؑ نے فیصلہ کن حملے کی تیاری شروع کر دی۔ دس ہزار کافر امام حسینؑ کو اور دس ہزار کاسر دار قیس بن سعد کو اور دس ہزار کابو ایوب انصاریؓ کو مقرر کیا۔

ابن خلدون کے مطابق اس میں چالیس ہزار آزمودہ اور ستر ہزار رنگ روٹ اور آٹھ ہزار مزدور پیشہ شامل تھے۔

لیکن افسوس کہ کوچ کے دن سے پیشتر ایک خارجی عبد الرحمن ابن ملجم نے عین حالت نماز میں زہر میں بچھی تلوار سے آپؐ کو شہید کر دیا۔

ارج المطالب ۷۲۸ میں ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے پیشین گوئی

فرمائی تھی کہ علیؑ کی ڈاڑھی سر کے خون سے سرخ ہوگی۔ جمہور مورخین کا اتفاق ہے کہ جس رات کی صبح آپ شہید ہوئے آپ اس رات سوئے نہیں۔ کیونکہ آپ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد مصلے سے اٹھ کر صحن خانہ میں آتے اور آسمان کی طرف دیکھ کر فرماتے: میرے آقا سرور کائنات ﷺ نے سچ فرمایا ہے کہ میں شہید کیا جاؤں گا۔

اور پھر نماز صبح کے ارادے سے نکلے اور مسجد کوفہ میں وارد ہوئے تو آپ نے گلدستہ اذان پر جا کر اذان دی اور نماز میں مشغول ہوئے ابھی آپ سجدہ اول میں گئے تھے کہ ابن ملجم نے سراقوس پر زہر میں بچھی ہوئی تلوار سے وار کر دیا تلوار کی ضربت کا لگنا تھا کہ مولائے کائنات کی زبان سے نکلا: ”فزت برب الكعبة“ (خدا کی قسم میں کامیاب ہو گیا)۔

شہادت کے وقت آپؑ کی عمر مبارک ۶۳ سال تھی۔

ارجح المطالب نمبر ۶۰ء میں ہے کہ جس شب میں حضرت علیؑ شہید ہوئے اس کی صبح کو بیت المقدس کا پتھر اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے تازہ خون برآمد ہوتا تھا۔

قرآن میں

حضرت علیؑ کا ذکر

سورۃ بقرہ

★ سورۃ بقرہ آیت نمبر 124 :

وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ
لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ۝۱۲۴

ترجمہ:

(وہ وقت یاد کرو) جب خدا نے ابراہیم کو مختلف طریقوں سے آزمایا اور وہ ان سے عہدگی سے عہدہ برآ ہوئے تو خدا نے ان سے کہا: میں نے تمہیں لوگوں کا امام ورہبر قرار دیا ابراہیم نے کہا میری نسل اور خاندان

میں سے (بھی آئمہ قرار دے) خدا نے ان سے فرمایا: میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔

حاشیہ:

اس آیت میں خدا نے دو باتوں کا فیصلہ بہت واضح طور پر کر دیا ہے۔ ایک تو یہ کہ کوئی شخص بغیر خدا کے مقرر کئے ہوئے کسی کا پیشوا اور امام ہو ہی نہیں سکتا۔ دوسرے یہ کہ پیشوا اور امام ہر شخص نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہی شخص امام ہو گا جو معصوم ہو۔ اور کوئی گناہ اس سے عمر بھر سرزد نہ ہو۔ کیونکہ اگر اس نے ایک گناہ بھی کیا ہے تو اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ تو ظالم ہو گیا۔ اس کے علاوہ پھر حکم خدا قطعی نہ رہے گا۔ فرمان علی صاحب قبلہ۔

☆ سورہ بقرہ آیت نمبر 247 :

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا
قَالُوا أَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ
يُؤْتِ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي
الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۲۴۷

ترجمہ:

جو لوگ رات کو یادن کو چھپا کے یاد کھا کے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو ان کے لئے ان کا اجر و ثواب ان کے پروردگار کے پاس ہے اور

(قیامت میں) نہ ان پر کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ مردہ آزرده خاطر ہوں گے۔

حاشیہ:

ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ کے پاس چار درہم تھے کہ آپ نے ایک درہم رات کو خیرات کیا اور ایک دن کو، ایک چھپا کر ایک دکھا کر اسی وقت یہ آیت آپ کی شان میں نازل ہوئی۔ دیکھو تفسیر کثاف صفحہ 286 سطر 17۔ مطبوعہ مصر ۱۲۔

★ سورہ بقرہ آیت نمبر 37 :

فَتَلَقَىٰ آدَمَ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ

الرَّحِيمُ ۳۷

ترجمہ:

پھر آدم نے اپنے پروردگار سے (معذرت کے) چند الفاظ سیکھے۔ پس خدا نے ان الفاظ کی برکت سے آدم کی توبہ قبول کی بیشک وہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔

حاشیہ:

جن کی برکت سے خدا نے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول کی اسمائے پختن پاک ہیں۔ محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ علیہم السلام۔ دیکھو تفسیر در منشور جلد ۱۔ صفحہ 16 سطر 11 (مطبوعہ مصر)

★ سورۃ بقرہ آیت نمبر 43 :

وَاقِيْبُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ ۝۳۳

ترجمہ:

پابندی سے نماز ادا کرو اور جو لوگ (ہمارے سامنے) عبادت کے لئے جھکتے ہیں ان کے ساتھ تم بھی جھکا کرو۔

حاشیہ:

اس آیت سے خداوند عالم نے نماز جماعت کی ترغیب دلائی ہے۔ کیونکہ فرد کے مقابلے میں نماز جماعت کا ثواب بہت زیادہ ہے اور بعض روایات میں ہے کہ اس سے مراد معصومین ہیں جن کی اطاعت کا حکم ہمیں دیا گیا ہے۔

سورۃ آل عمران

★ سورۃ آل عمران آیات نمبر 33، 34 :

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلٰى الْعٰلَمِيْنَ ۝۳۳ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۳۴

ترجمہ:

خدا نے آدم اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو سارے

جہاں سے برگزیدہ کیا اور بعض کی اولاد کو بعض سے برگزیدہ کیا ہے۔ اور خدا سب کی سنتا ہے۔ اور سب کچھ جانتا ہے۔

حاشیہ:

طبرانی نے برید سے روایت کی ہے۔ میں حضرت علیؑ کے ساتھ یمن میں تھا۔ جب میں وہاں سے مدینہ آیا تو چونکہ حضرت علیؑ نے مال خمس سے ایک لونڈی خرید کی تھی مجھے ان پر بڑا غصہ تھا۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ان کی شکایت کرنا چاہی تو بعض لوگوں نے فہمائش کی۔ تاکہ حضرت علیؑ حضرت رسولؐ کی آنکھوں سے گر جائیں اور حضرت رسولؐ ان باتوں کو دروازہ کی آڑ سے سن رہے تھے یہ سنتے ہی آپ غصہ میں نکلے اور فرمایا کہ ان لوگوں کا کیا حشر ہوگا جو علیؑ سے عداوت رکھتے ہیں۔

یاد رکھو! جس نے علیؑ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے علیؑ سے جدائی اختیار کی وہ مجھ سے چھوٹا۔ علیؑ یقیناً مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں علیؑ میری مٹی سے پیدا ہوئے اور میں ابراہیم کی مٹی سے اور میں ابراہیم سے افضل ہوں۔ اور اس آیت کی تلاوت کی۔ دیکھو صواعق مخرقہ اس آیت کو امام حسنؑ کے بارے میں بھی لکھا ہے۔ دیکھو تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 18 مطبوعہ مصر ۱۲۔

★ سورۃ آل عمران۔ آیت 61 :

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ

تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا
 وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكٰذِبِينَ ۶۱

ترجمہ:

تم شک کرنے والوں سے نہ ہو جانا۔ پھر جب تمہارے پاس علم
 (قرآن) آچکا اس کے بعد بھی اگر تم سے کوئی (نصرانی) عیسیٰ کے بارے میں
 حجت کرے تو کہو (اچھا میدان میں) آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں
 کو اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور مت اپنی عورتوں کو بلاؤ ہم اپنی جانوں کو
 (بلائیں) اور تم اپنی جانوں کو اس کے بعد ہم سب مل کر (خدا کی بارگاہ
 میں) گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔ نمبر 2۔

حاشیہ:

حضرت عیسیٰ کے بارے میں نجران کے نصاریٰ کو حضرت رسولؐ
 نے لاکھ سمجھایا کہ ان کو خدا کا بیٹا نہ کہو حضرت آدمؑ کی مثال بھی دی مگر ان
 لوگوں نے ایک نہ سنی آخر آپ نے حکم خدا سے قسما قسمی کی ٹھہرائی جسے مباہلہ
 کہتے ہیں۔ اور یہ قول قرار ہوا فلاں جگہ فلاں وقت ہم اور تم دونوں اپنے اپنے
 بیٹوں کو، عورتوں کو جانوں کو لے کر جمع ہوں اور ہر ایک دوسرے پر لعنت
 کرے اور خدا سے عذاب کا خواستگار ہو جس دن یہ مباہلہ ہونے والا تھا۔
 اصحاب بن سنور کر در و دولت پر جمع ہوئے کہ شاید آپ ہمیں ہمراہ لے
 لیں۔ مگر آپ نے حضرت سلمان کو ایک سرخ کبمل اور چار لکڑیاں دے کر

میدان میں ایک چھوٹا سا شامیانہ کھڑا کرنے کو روانہ کیا۔ اور خود اس شان سے برآمد ہوئے کہ امام حسینؑ کو بغل میں دبا اور امام حسنؑ کا ہاتھ تھاما رو جناب سیدہ کو اپنے پیچھے اور حضرت علیؑ کو ان کے پیچھے کیا گویا بیٹوں کی جگہ حسین کو عورتوں کی جگہ اپنی صاحبزادی جناب فاطمہؑ کو اپنی جان کی جگہ حضرت علیؑ کو لیا اور دعا کی خداوند ایہ نبی کے اہلبیت ہوتے ہیں یہ میرے اہل بیت ہیں ان کو ہر برائی سے دور اور مبارک و پاکیزہ رکھ الغرض جب آپ اس شان سے میدان میں پہنچے تو انصار کے سردار عاقب دیکھ کر کہنے لگا خدا کی قسم میں ایسے نورانی چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹنے کو کہیں گے تو یقیناً یہ ہٹ جائیں گے۔ اسی میں خیریت ہے کہ مبالغہ سے ہاتھ اٹھالو۔ ورنہ قیامت تک نسل نصاریٰ میں سے ایک نہ بچے گا۔ آخر ان لوگوں نے جزیہ دینا قبول کیا تب آپ نے فرمایا۔ واللہ اگر یہ لوگ مبالغہ کرتے تو خدا ان کو بندر اور سور کی صورت میں مسخ کر دیتا۔ اور یہ میدان آگ بن جاتا۔ اور نجران کا ایک متنفس حتیٰ کہ چڑیاں تک نہ بچیں۔ یہ حضرت علیؑ کی اعلیٰ فضیلت ہے کہ نفس رسول خدا ﷺ کے حکم سے قرار پائے۔ اور تمام انبیاء سے افضل ٹھہرے۔ دیکھو تفسیر جلالین بیضاوی۔ جلد اول صفحہ 118

مطبوعہ مصر 12۔

★ سورۃ آل عمران آیت نمبر 103

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ
اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمُ
بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا
كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۱۰۳

ترجمہ:

تم سب مل کر خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو۔ اور آپس
میں پھوٹ نہ ڈالو۔ اور اپنے حال زار پر خدا کے احسان کو تو یاد کرو جب تم
میں آپس میں (ایک دوسرے کی) الفت پیدا کر دی تم اس کے فضل و کرم
سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم گویا سلگتی ہوئی آگ کی بھٹی (دوزخ) کے لب پر
(کھڑے تھے) اور اگر اہی چاہتے تھے) کہ خدا نے تم کو اس سے بچالیا تو خدا
نے اپنے احکام یوں واضح کر کے بیان کرتا ہے کہ تم راہ راست پر آ جاؤ۔

★ سورۃ آل عمران آیت نمبر 107 :

وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ فِيهَا

خَالِدُونَ ۱۰۷

ترجمہ:

جن کے چہرے پر نور برستا ہو گا وہ تو خدائی رحمت (بہشت) میں

ہوں گے اور اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔

☆ سورۃ آل عمران آیت نمبر 110 :

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ
تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ
خَيْرًا لَّأَلَّهْمُ مِنْهُمْ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ۱۱۰

ترجمہ:

تم کیا اچھے گروہ ہو کہ لوگوں کی ہدایت کے واسطے پیدا کئے گئے ہو۔
تم (لوگوں کو) اچھے کام کا تو حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔
اور خدا پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی (اسی طرح) ایمان لاتے تو
ان کے حق میں بہتر ہوتا۔ ان میں سے کچھ ہی تو ایماندار ہیں اور اکثر بدکار۔

حاشیہ:

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے اس آیت کی تفسیر
میں فرمایا۔ کہ ہم اہل بیت خدا کی رسی ہیں۔ اور سب کو مضبوطی سے پکڑنے
کا حکم دیا ہے۔ (صواعق محرقة۔ تفسیر ثعلبی ۱۲)

رازان سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک دن حضرت علیؑ کے پاس
بیٹھے تھے کہ کچھ لوگ اس الجالوت یہودی کے عالم جاثلیق نصرانیوں کے
عالم کو لئے ہوئے حضرت کے پاس آئے آپ نے پہلے اس الجالوت سے
پوچھا: تجھے کچھ اس کی بھی خبر ہے کہ حضرت موسیٰ کے بعد ان کی امت کے
کتنے فرقے ہو گئے

وہ بولا: کتاب دیکھوں تو عرض کروں۔

آپ نے فرمایا: تجھ پر پھٹکار ہو تو کس برتے پر لوگوں کا امام بنا پھرتا ہے۔ تجھے کوئی مسئلہ پوچھے اور تیری کتاب جل جائے یا چوری ہو جائے تو کہے گا کہ کتاب ہوتی تو بتاتا۔ ”علم در سینہ باید نہ در سفینہ“۔

پھر جاثلیق کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ تجھے کچھ خبر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد نصاریٰ کے کتنے فرقے ہوئے وہ بولا: سینتالیس (۳۵) فرقے۔

آپ نے فرمایا: خدا کی قسم تو جھوٹا ہے۔ میں توریت کو اس سے بہتر جانتا ہوں۔ اور انجیل کو تجھ سے بہتر۔ امت موسیٰ کے اکہتر۔ ستر، ناری اور ایک ناجی۔ اور امت عیسیٰ کے بہتر ۷۲ فرقے اکہتر (۷۱) ناری اور ایک ناجی اور مسلمانوں کے تہتر فرقے ہوں گے۔ بہتر ناری اور ایک ناجی۔ وہ میرے شیعہ ہیں۔

سورۃ نساء

☆ سورۃ نساء آیت۔ 54 :

أَمْرٌ يُحْسَدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ

اتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا ۝۵۴

ترجمہ:

خدا نے جو اپنے فضل و کرم سے تم لوگوں کو قرآن عطا فرمایا ہے اس کے رشک پر چلے جاتے ہیں (تو اس کا کیا علاج) ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور عقل کی باتیں عطا فرمائیں۔ اور ان کو بہت بڑی سلطنت بھی دی۔

حاشیہ:

ابو الحسن مغازلی نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ اس آیت میں الناس سے مراد عام لوگ نہیں بلکہ مخصوص ہم اہلبیت پیغمبر ہیں جن پر لوگ رشک و حسد کرتے ہیں۔ (صواعق محرقة علامہ ابن حجر عسقلانی قلمی آیت 6 فضائل اہلبیت ۱۲)

ابراہیم کی اولاد حضرت رسول اور ان کے اہلبیت علیہم السلام ہیں اور یہی لوگ اس آیت کے سچے مصداق ہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے ان حضرات سے بہتر کوئی شخص اس پردہ دنیا میں ان صفات کا مستحق نہیں قرار پاسکتا۔ اسی بنا پر ایک روایت میں ہے کہ آل ابراہیم سے مراد آل محمد اور کتاب سے قرآن اور حکمت سے نبوت اور ملک عظیم سے امامت مراد ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ یہ باتیں سوائے آل محمد کے اور کسی میں نہیں پائی جاتی۔

☆ سورہ نساء آیت۔ 59 :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي
 الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ
 كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ٥٩

ترجمہ:

اے ایمان والو خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اور جو تم میں سے
 صاحبان حکومت ہوں ان کی اطاعت کرو اور اگر تم کسی بات پر جھگڑا کرو پس
 اگر تم خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس رہبر یعنی خدا اور اس کے
 رسول کی طرف رجوع کرو۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور انجام کی راہ
 سے بہتر ہے۔

حاشیہ:

مفسرین نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ اولیٰ امر سے مراد کون
 ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے اس سے مراد حاکم وقت ہیں۔ مگر حق یہ ہے
 کہ اس سے مراد آئمہ طاہرین ہیں کیونکہ خدا نے جس طرح اپنی اور رسول کی
 اطاعت کا حکم دیا ہے اسی طرح ان کی اطاعت بھی تمام بندوں پر واجب کی
 ہے۔ تو یہ شخص خدا اور رسول کا نائب ٹھہرا تو معصوم ہونا بھی ضروری ہے۔
 کیونکہ اس کو عقل قبول نہیں کرتی کہ گنہگار کی اطاعت کا خدا حکم دے اور بارہ
 اماموں کے سوا کسی کی عصمت کا نہ کوئی شخص مدعی ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔
 اس کے علاوہ یہ ظاہر ہے ہر حکم خداوند عالم کا کسی خاص زمانہ یا وقت یا کسی

شخص کے واسطے نہیں ہے بلکہ ہر شخص پر وقت کے واسطے قیامت تک کے لئے ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے اطاعت بھی عام ہے۔ امور دنیا اور امور دین کی تخصیص نہیں ہے۔ بلکہ عام اطاعت ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر اولی الامر سے مراد دنیا کے بادشاہ ہیں تو مذہب اسلام کا کوئی ٹھکانا نہیں رہے گا۔ کیونکہ کہیں نصاریٰ بادشاہ ہیں کہیں بدھ مذہب والے۔ کہیں کفار اور اگر مسلمان ہی مقصود ہوں تو پھر ان میں بھی کتنے فرقے ہیں اور حدیث رسول کے مطابق ایک کے سوا سب کے سب جہنمی ہیں۔ پھر کہیں سے بادشاہ کسی شیعہ۔ پھر مسلمان اطاعت کریں تو کس کی اور سب کی کر نہیں سکتے۔ تب ضروری ہے کہ دنیا کے بادشاہوں کے علاوہ کوئی اور شخصیت مراد ہے۔ اور شخص کا موجود ہونا بھی ضروری ہے۔ ورنہ خدا کا حکم بیکار ہو کر رہ جائے گا۔ اسی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے زمانہ کی امام کی معرفت حاصل کئے بغیر مر جائے تو وہ کافر کی موت مرتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ بادشاہ دنیا کی معرفت حاصل نہ کرنے سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا۔ اور حدیث جابر ابن عبد اللہ انصاری میں بھی اس کی تصریح موجود ہے کہ اولی الامر سے مراد آئمہ معصومین ہیں بلکہ اس میں تو دو ازادہ امام کے نام تک تصریحاً مذکور ہیں۔

★ سورۃ نساء آیت۔ 69 :

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ

عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّنَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءَ وَالصَّالِحِينَ وَحَسَنَ
أَوْلِيَّكَ رَفِيقًا ۖ

ترجمہ:

جس شخص نے خدا اور رسول کی اطاعت کی تو ایسے لوگ ان
(مقبول) بندوں کے ساتھ ہوں گے جنہیں خدا نے اپنی نعمتیں دی ہیں یعنی
انبیاء۔ نمبر 1 اور صدیقین اور شہد اور صالحین اور یہ لوگ کیا ہی اچھے رفیق
ہیں۔

حاشیہ:

ایک حدیث میں ہے کہ نبیوں نے حضرت رسول اور صدیقین
سے مراد حضرت علیا بن ابی طالب اور شہدائے حسینؑ۔ اور صالحین سے باقی
ائمہ مراد ہیں۔ (یہی قرین قیاس بھی ہے)۔ کیونکہ نبیوں سے حضرت
رسول ﷺ کا ہونا تو ظاہر ہے۔ صدیقین سے حضرت علیؑ کا مراد ہونا ظاہر
ہے۔ کیونکہ اگر صدیق کے معنی تصدیق کنندہ لیا جائے تو تاریخ سے ثابت اور
ساری دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت رسول ﷺ کی نبوت کی تصدیق
کرنے والے سب سے پہلے علی ابن ابیطالبؑ ہیں اور اگر سچے کے معنی لئے
جائیں تو بھی حضرت علیؑ کے علاوہ اس کا کوئی دوسرا مستحق نہیں ہو
سکتا۔ کیونکہ جن لوگوں کو صدیق کہا جاتا ہے اٹھائیس اور تیس برس تک
بتوں کے سامنے سر رکائے رکھا۔ حضرت علیؑ نے کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا

اسی وجہ سے آپ کو کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے۔ حضرت حسینؑ کا شہدراہ حق خدا ہونا ظاہر ہے۔ اور صالحین سے باقی ائمہ مراد ہیں۔ یہ حضرات آئمہ تمام خلاق سے صلاح و تقویٰ وغیرہ میں اکمل تھے۔

سورۃ النعام

★ سورۃ النعام آیات نمبر 153 :

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُسْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا
السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيْلِهِ ذٰلِكُمْ وَصَّوْا بِهٖ لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُوْنَ ۱۵۳

ترجمہ:

اور (یہ بھی سمجھ لو) کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے تو اسی پر چلے جاؤ اور دوسرے راستے پر نہ چلو کہ وہ تم کو خدا کے راستے سے بھٹکا دے گا اور تتر بتر کر دے گا۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے۔ تاکہ تم پر ہیزگار بنو۔

حاشیہ:

خدا کا سیدھا راستہ وہی ہے جس کو اس نے اپنے پیارے اور سچے پیغمبر کی زبانی تمام خلاق کو بتا دیا:

“ انی تارك فيكم الثقلين كتاب الله عترتي واهلبيتي
ان تمسك هما نن تغلو بعدى ولن تفسر قوحته يردا على
الحوض۔”

میں تم لوگوں میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم ان
کا دامن تھامے رہو گے تو میرے بعد گمراہ نہ ہو گے ایک قرآن دوسرے
میرے اہلبیت یہاں تک کہ یہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں۔
اب ہر شخص بجائے خود انصاف سے دیکھے اور غور کرے کہ وہ
قرآن اور اہلبیت کے اقوال، اعمال، افعال پر عمل کرتا ہے۔ یا نہیں اگر کرتا
ہے تو ہر گز گمراہ نہیں اور یہی صراط مستقیم ہے۔

★ سورۃ انعام آیت۔ 160 :

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ أَمْثَلِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا
يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝۱۶۰

ترجمہ:

اس کی رحمت کو تو (دیکھو) جو شخص نیکی کرے گا تو اس کو اس کا دس
گنا ثواب ملے گا اور جو شخص بدی کرے گا تو اس کی سزا اس کو بس اتنی ہی دی
جائے گی۔ اور وہ لوگ (کسی طرح) ستائے نہ جائیں گے۔

حاشیہ:

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ہم اہلبیت کی

محبت نیکی ہے۔ اور ہماری دشمنی بدی ہے۔ جو شخص ہم سے دشمنی رکھے گا خدا سے منہ کے بل جہنم میں جھونک دے گا۔

سورة اعراف

★ سورة اعراف آیت 44 :

وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ النَّارِ أَنِ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا
رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوا نَعَمْ فَأَذَّنَ
مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَنْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۴۴

ترجمہ:

جنتی لوگ جہنم والوں سے پکار کے کہیں گے کہ ہم نے تو بیشک جو
ہمارے پروردگار نے وعدہ کیا تھا ٹھیک ٹھیک پایا۔ تو کیا تم نے بھی جو
تمہارے پروردگار نے وعدہ کیا تھا ٹھیک ٹھیک پایا (یا نہیں) اہل جہنم کہیں
گے ہاں پایا تب ایک منادی ان کے درمیان ندا کرے گا کہ ظالموں پر خدا کی
لعنت ہے۔ جو خدا کی راہ سے لوگوں کو روکتے تھے۔”

حاشیہ:

ابن مردویہ جو اہلسنت کے ایک زبردست عالم ہیں روایت کرتے
ہیں کہ اس آیت میں مؤذن سے مراد علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ دیکھو کشف

القمر۔

☆ سورہ اعراف آیت 46 :

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُونَ كُلًّا
بِسَيِّئِهِمْ وَتَادُوا الْأَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلِمَ عَلَيْكُمْ لَمَّا دَخَلُواهَا
هُمْ يَطْبَعُونَ ۝۴۶

ترجمہ:

درمیان میں ایک حد فاصل ہے اور کچھ لوگ اعراف پر ہوں گے جو ہر شخص کو (بہشتی) ہو یا (جہنمی) ان کی پیشانی سے پہچان لیں گے اور وہ جنت والوں کو آواز دیں گے تم پر سلام ہو یہ (انحراف والے) لوگ ابھی داخل جنت نہیں ہوئے مگر وہ تمنا ضرور رکھتے ہیں۔

حاشیہ:

اعراف بہشت و دوزخ کے درمیان ایک مقام ہے اور اس میں وہ لوگ رہیں گے جن کے اچھے اور برے اعمال کا پلہ برابر ہے ان کے واسطے نہ ایسا کوئی چین ہے اور نہ کوئی تکلیف اس کے درمیان ایک بلند مقام ہے جس کو بعض روایت میں پہاڑ اور بعض میں ٹیلا اور بعض میں دیوار سے تعبیر کی گئی ہے۔ اس بلند مقام پر خدا کے کچھ خاص بندے اس غرض سے جا کھڑے ہوں گے کہ اگر اب بھی کچھ لوگ جہنم یا انحراف کے قابل سفارش ہوں تو ان کی سفارش کی جائے۔ اور ان میں خدا نے یہ قدرت دی ہے کہ جنتی اور

وَ إِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ
 أَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ [شَهِدْنَا] أَنْ
 تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غٰفِلِينَ ١٤٢

ترجمہ:

اے رسول وہ وقت یاد (دلاؤ) جب پروردگار نے آدم کی اولاد سے
 یعنی پشتوں سے (باہر نکال کر) ان کی اولاد سے خود ان کے مقابلہ میں اقرار
 کرایا کہ کیا میں تمہارے پروردگار نہیں ہوں تو سب کے سب بولے ہاں ہم اس
 کے گواہ ہیں۔ یہ ہم نے اس لئے کہا کہ ایسا نہ ہو لیکن تم قیامت کے دن بول
 اٹھو کہ ہم تو اس سے بالکل بے خبر تھے۔

حاشیہ:

یہ اقرار عہد الست کا ہے۔ جب دنیا میں کوئی موجود نہ تھا۔ اور خدا
 نے محض اپنی خدائی کا اقرار نہ لیا تھا بلکہ حضرت رسول ﷺ کی رسالت اور
 حضرت علیؑ کی امامت و ولایت کا بھی، اور وہ بھی محض انسانوں سے نہیں بلکہ
 فرشتوں سے بھی چنانچہ یہ حدیث اسی آیت کی تفسیر یا تائید میں وارد ہوئی:
 حضرت رسول ﷺ نے فرمایا: اگر لوگ جانتے کہ علیؑ کا نام
 امیر المومنین کب رکھا گیا تو اس کی فضیلت سے انکار نہ کرتے علیؑ
 امیر المومنین اس وقت کہلائے جب آدم جسد روح درست نہ ہوا تھا۔ چنانچہ
 خدا فرماتا ہے: ”وَ إِذَا خذنا لہ الست بر بکم“ تو فرشتوں نے کہا:

ہاں! تب خدا نے فرمایا: میں تمہارا پروردگار ہوں، محمد تمہارے نبی ہیں اور علیؑ تمہارے امیر ہیں۔ (کتاب فردوس الاخبار باب 14 ویلی)

سورۃ انفال

* سورۃ انفال آیت نمبر 24، 25:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۚ ۲۴ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۚ ۲۵

ترجمہ:

اے ایمانداروں جب تم کو (ہمارا) رسول (محمدؐ) کام کے لئے بلائے جو تمہاری روحانی زندگی کا باعث ہو تو تم خدا اور رسول کا حکم دل سے قبول کر لو۔ اور جان لو کہ خدا (وہ قادر مطلق ہے) کہ آدمی اور اس کے دل (ارادے) کے درمیان اس طرح آجاتا یہ بھی (سمجھ لو) کہ تم سب کے سب اس کے سامنے نمب حاضر کئے جاؤ گے اور اس فتنہ سے ڈرتے رہو۔ جو خاص انھیں لوگوں پر نہیں پڑے گا۔ جنھوں نے تم میں سے ظلم کیا۔ بلکہ تم سب کے سب اس میں پڑ جاؤ گے اور یقین کرو کہ خدا بڑا سخت عذاب کرنے

والا ہے۔

حاشیہ:

اس سے یا تو ایمان مراد ہے جس میں دنیا اور دین دونوں کی زندگی ہے۔ یا جہاد مراد ہے جو زندگی جاوید کا باعث ہوتا ہے۔ علامہ ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ اس سے مراد حضرت علیؑ کی ولایت ہے اور یہی قرین قیاس ہے۔

یعنی اگر وہ چاہے تو جو کام انسان کرنا چاہتا ہے اس کو نہ کرے بلکہ اس کے برخلاف ہو جائے۔ چاہتا کچھ تھا ہو کچھ گیا۔ اس طرف جناب امیر نے اشارہ کر کے فرمایا: میں نے اپنے پروردگار کو قصد کے ٹوٹ جانے سے پہچانا۔

حضرت علیؑ امام محمد باقرؑ، زید بن ثابت، ربیع بن انس اور ابو العالیہ وغیرہ نے لایقین کے لام کو لام تاکید پڑا ہے۔ تعصبن تب معنی یوں کہے جائیں گے۔ کہ اس فتنہ سے ڈرو جو خاص کر ظالموں پر پڑے گا۔ واللہ اعلم۔
امام حسنؑ سے روایت ہے یہ آیت حضرت علیؑ، عمارؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ کی شان میں خاص جنگ جمل کے متعلق نازل ہوئی اس وجہ سے خود زبیر کہا کرتے تھے یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ ہم نے ایک زمانہ تک اس آیت کو پڑھا اور کوئی مصداق نہ معلوم ہوا۔

ان ہی سے مروی ہے ایک دوسری روایت ہے ایک زبیر رسول

اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے حضرت علیؑ سامنے سے آتے ہوئے دکھائی پڑے تو زبیر ہنس پڑے تو رسول نے پوچھا تم علیؑ کو کتنا چاہتے ہو۔

میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں ان کو اپنے بڑے بیٹے کے برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ چاہتا ہوں آپ نے فرمایا تمہارا اس دن کیا حال ہو گا جب تم اس کے مقابلہ پر لڑنے جاؤ گے دیکھو تفسیر کناف جلد ۲ ممبر ۲ سطر ۴۔ مطبوعہ مصر۔

★ سورۃ انفال۔ آیت 33:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۳۳

ترجمہ:

حالانکہ جب تک تم ان کے درمیان موجود ہو نمبر ۳ خدا ان پر عذاب نہیں کرے گا اور اللہ ایسا بھی نہیں کہ لوگ تو اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور خدا ان پر عذاب نازل فرمائے۔

حاشیہ:

علامہ ابن حجر نے اس آیت کو بھی فضائل اہلبیت میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اس مطلب کا اشارہ حضرت رسول ﷺ نے اپنے اہلبیت علیہم السلام کی طرف خود بھی کیا ہے۔ جس طرح حضرت رسول ﷺ اہل زمین کی پناہ کے باعث ہیں اسی طرح آپ کے اہلبیت علیہم السلام بھی ان کے

امان کا ذریعہ ہیں۔ اور اس بارے میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ ایک حدیث ہے کہ جس طرح ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اسی طرح میرے اہلبیت زمین والوں کے لئے امان ہیں۔ دیکھو صواعقِ محرقہ علامہ ابن حجر عسقلانی قلمی۔

☆ سورۃ انفال آیت نمبر 64:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ٦٤

ترجمہ:

اے رسول تم تو بس خدا اور جو مومنین تمہارے تابع فرمان ہیں

کافی ہیں۔

حاشیہ:

ملا عبد الرزاق محدث نے اپنی کتاب عزیز الدین میں روایت کی ہے کہ یہ آیت خاص حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ (کشف الغمہ)

سورۃ توبہ

* سورۃ توبہ آیت 19:

أَجْعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ
أَمَّنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ

وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ! ۱۹

ترجمہ:

کیا تم لوگوں نے حاجیوں کی سقائی اور مسجد الحرام (خانہ کعبہ) کی آبادی کو اس شخص کے ہمسر بنا دیا ہے جو خدا اور روز آخرت پر ایمان لایا اور اس نے خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ خدا کے نزدیک تو یہ لوگ برابر نہیں ہیں اور خدا ظالم لوگوں کی ہدایت نہیں کرتا۔

حاشیہ:

ایک دن حضرت عباس اور طلحہ بن شیبہ باہم فخر کر رہے تھے اور ہر ایک اپنے کو دوسرے سے افضل کہہ رہا تھا۔ طلحہ نے کہا میں تم سے زیادہ فضیلت رکھتا ہوں کیونکہ خانہ کعبہ کی کنجی میرے پاس ہے گویا میں اس کا مالک ہوں حضرت عباس بولے میں تم سے افضل ہوں کیونکہ میں حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں۔ اتنے میں حضرت علیؑ کا گذر ہوا آپ نے فرمایا: میں تم دونوں سے افضل ہوں کیونکہ میں نے تمام عالم سے پہلے رسول کے ساتھ نماز پڑھی اور ایمان لایا۔ خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ حتیٰ کہ یہ تینوں جھگڑتے ہوئے حضرت رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فیصلہ کے خواستگار ہوئے اس وقت یہ آیت ”اجعلہ... اجر عظیم“ تک نازل ہوئی۔ دیکھو تفسیر منشور جلد ۲ صفحہ 219 سطر 1۔ اس کو بہت سے لوگوں نے نقل کیا مثلاً واحدی۔

★ سورۃ توبہ آیت 100 :

وَالسَّبِقُونَ الْأُولُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ
اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ
تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۱۰۰

ترجمہ:

مہاجرین اور انصار میں سے (ایمان کی طرف) سبقت کرنے والے اور وہ لوگ جنہوں نے نیک نیتی سے (قبول ایمان میں) ان کا ساتھ دیا۔ خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے خوش اور ان کے واسطے خدا نے (وہ ہرے بھرے باغ) جن کے نیچے نہریں جاری ہیں تیار کر رکھے ہیں اور ہمیشہ ابد الابد تک ان میں رہیں گے۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔

حاشیہ:

جب حضرت رسول اللہ ﷺ کو کفار مکہ نے بہت ستایا تو آپ اپنا اصلی وطن چھوڑ کر مدینہ میں جا بسے۔ اسی کا نام ہجرت ہے۔ اور اسی سے ہجری سن کی ابتدا ہوئی اور جو پر دیسی مسلمان گھر بار چھوڑ کر رسول کے ساتھ جا بسے مہاجر کہلائے۔ اور ان کی مدینہ کے جن تازہ مسلمانوں نے خبر گیری کی انصار کہلائے۔ ان آیات میں دونوں قسم کے لوگوں کی مدح ہے۔ مگر سب کی نہیں۔ ان میں جو لوگ پہلے ایمان لائے اور یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت علیؑ سے پہلے کوئی شخص آپ پر ایمان نہ لایا۔ چنانچہ خود حضرت علیؑ کہتے ہیں۔

حضرت رسول دو شنبہ کو نبی ہوئے اور سہ شنبہ کو میں ایمان لایا۔ اس کے علاوہ معاویہ کے جواب میں ایک شعر تحریر فرمایا تھا۔ میں تمام اہل اسلام سے پہلے اس وقت ایمان لایا جب سن بلوغ کو بھی نہ پہنچا تھا۔ اس پر اہل اسلام کا اتفاق ہے۔ دیکھو در منشور شرح ال مضمون مہمہ ثعلبہ صواعق محرقة وغیرہ وغیرہ۔ ان صفات کے مستحق علیؑ اور صرف علیؑ ہیں۔

★ سورہ توبہ آیت 119 :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۱۱۹

ترجمہ:

اے ایماندارو خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

حاشیہ:

ابن مردویہ نے ابن عباس سے اور ابن عساکر نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ کہ صادقین سے مراد علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔ دیکھو تفسیر در منشور جلد ۳، صفحہ ۲۹، سطر ۱۔ مطبوعہ مصر۔

سورہ یونس

★ سورہ یونس۔ آیت 2:

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَا لِرَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرْ

النَّاسِ وَبَشِيرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَن لَّهُمْ قَدَمٌ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالَ
الْكَافِرُونَ إِنَّ هَذَا لَسِحْرٌ مُّبِينٌ ۲

ترجمہ:

کیا لوگوں کو اس بات سے بڑا تعجب ہوا کہ ہم نے انہیں لوگوں
میں سے ایک آدمی کے پاس وحی بھیجی کہ (بے ایمان) لوگوں کو ڈراؤ اور
ایمانداروں کو نمبر ۱۲ اس کی خوشخبری سنا دو کہ ان کے لئے ان کے پروردگار کی
بارگاہ میں بلند درجہ ہے۔ (مگر) کفار ان آیتوں کو (سن کر) کہنے لگے یہ
(شخص) تو یقیناً صریحی جادوگر ہے۔

حاشیہ:

ابن مردویہ نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ یہ
آیت علی بن ابی طالب کی ولایت کے بارے میں نازل ہوئی۔

سورۃ ہود

☆ سورۃ ہود۔ آیت 3 :

وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعًا
حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنِّي
أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ ۳

ترجمہ:

گا اور خانہ کعبہ کی دیوار پر سہارا دے کر کھڑا ہو گا اور خاص مومنین سے تین سو تیرہ (۳۱۳) آدمی اس کے پاس جمع ہوں گے۔ تو وہ سب سے پہلے اس آیت ”بقیہ اللہ... انا علیکم بحفیظ“ کی تلاوت کرے گا۔ اور کہے گا میں بقیہ اللہ اور اس کا خلیفہ اور تم پر اس کی حجت ہوں۔ اس وقت سے تمام لوگ ”بقیۃ اللہ“ اس کی طرف خطاب کریں گے۔

سورۃ یوسف

☆ سورۃ یوسف۔ آیت 108 :

قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي
وَسُبْحٰنَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۱۰۸

ترجمہ:

(اے رسول) ان سے کہہ دو میرا طریقہ تو یہ ہے کہ میں لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہوں۔ میں اور میرا پیشرو نمبر ۱ (دونوں) مضبوط دلیل پر ہیں اور خدا ہر عیب (نقص سے) پاک و پاکیزہ ہے۔ اور میں مشرکین سے نہیں ہوں۔

حاشیہ:

کوئی بھی اس کا منکر نہیں حضرت رسول ﷺ نے جناب امیرؓ کو بچپن ہی میں اپنی پرورش اور پرداخت میں لے لیا تھا۔ اور ہر وقت سایہ کی

طرح ساتھ رہتے تھے۔ یہاں تک کہ جب حضرت رسول ﷺ خلعت نبوت سے سرفراز ہوئے تو سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والے بھی حضرت علیؑ تھے۔ جب یہ آیت انذر عشیرتک نازل ہوئی اس وقت بھی آپ ہی نے سب پر سبقت لی پھر اسلام کو عروج ہو اور جہاد کا حکم ہوا۔ اس وقت تکلیف و آرام میں آپ کے سوا دوسرا ساتھ دینے والا نہ تھا۔ ان تمام باتوں سے صاف ظاہر و واضح ہے کہ رسول کا سچا تابع دار اور پیرو حضرت علیؑ کے سوا دوسرا نہیں ہو سکتا۔ اور اس آیت میں ”ان اتبني“ کا مصداق آپ کے سوا اور کوئی نہیں اور یہی وجہ ہے خدا نے بعینہ واحد فرمایا۔ ورنہ اور لوگ بھی مراد ہوتے۔

سورۃ رعد

★ سورۃ رعد آیت 4 :

وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مُّتَجَوِّرَةٌ وَجَنَّتْ مِّنْ أَعْتَابٍ وَزَّرَعٌ وَنَخِيلٌ صِنَوَانٌ وَغَيْرُ صِنَوَانٍ يُسْقَىٰ بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفِضْلٌ بَعْضُهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأَكْلِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۚ

ترجمہ:

ان کے لئے اس میں قدرت خدا کی بہتری نشانیاں ہیں اور خود زمین میں دیکھو بہت سے ٹکڑے باہم ملے ہوئے ہیں اور انگور کے باغ اور

کھیتی اور حر موم کے درخت بعض کی ایک جڑ اور دو شاخیں اور بعض اکیلا (ایک ہی شاخ کا) حالانکہ سب ایک ہی پانی سے سینچے جاتے ہیں اور پھلوں میں بعض کو بعض پر ترجیح دیتے ہیں۔ بیشک جو لوگ عقل والے ہیں ان کے لئے اس میں (قدرت خدا کی) بہتری نشانیاں ہیں۔

حاشیہ:

جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رسول ﷺ کو کہتے سنا کہ دنیا کے لوگ مختلف درختوں سے ہیں۔ اے علیؑ تو اور میں ایک درخت سے ہیں۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی (وجنات و زرع... الخ) دیکھو تفسیر ثعلبی، فاتحہ سابعہ غالباً یہ اشارہ اسی حدیث کی طرف ہے جس کو آپ نے فرمایا: ”انا و علی من نور واحد“

☆ سورہ رعد۔ آیت 8:

اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُوا كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ ۝

ترجمہ:

اور ہر قوم کے لئے ایک ہدایت کرنے والا ہے۔ ہر مادہ جو اپنے پیٹ میں لئے ہوئے ہے اس کو خدا ہی جانتا ہے۔ بچہ دانوں کا گھٹنا بڑھنا بھی (تو وہی جانتا ہے) اور ہر چیز اس کے نزدیک ایک انداز سے ہے۔

حاشیہ:

ابن مردویہ ، ابن جریر اور ابو نعیم نے معفرت میں دیلمی ، ابن عساکر اور ابن نجار نے روایت کی ہے۔ کہ جب یہ آیت انمانت منذر و لکل قوم ہاد (نازل ہوئی تو رسول اللہ نے اپنے ہاتھ کو اپنے سینے پر رکھا اور فرمایا انا منذر (یعنی میں ڈرانے والا ہوں پھر اپنے ہاتھ سے علیؑ کے شانے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: انت ہادی یا علیؑ بک تہتدی

اے علیؑ! تم ہی ہدایت کرنے والے ہو۔ اور میرے بعد تمہارے ذریعہ سے ہدایت یافتہ لوگ ہدایت پائیں گے۔ اور اسی روایت کو اختلاف الفاظ ابن مردویہ نے ابو برزہ سلمی سے اور ضیانی المختار نے ابن عباس سے اور عبداللہ بن احمد نے زواید مسند میں اور ابن حاتم اور طبرانی نے اوسط میں اور حاکم من روایت کی ہے۔ ابن مردویہ اور ابن عساکر نے خود علیؑ سے یہ روایت کی ہے۔ دیکھو تفسیر در منشور ملا جلال الدین سیوطی جلد ۴۔ صفحہ ۴۵ - سطر ۱۲ تا ۲۰ مطبوعہ مصر۔

نوٹ:

اس سے فقط حضرت علیؑ کی امامت و خلافت بلا فصل ہی ثابت نہیں ہوتی بلکہ دوازده امام کی امامت بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے ہر قوم کے لئے ایک ہدایت کرنے والا ہے اور رسول نے اسے منحصر کر دیا ذات علیؑ میں تو قیامت تک ہر قوم کے ہادی علیؑ ہوں گے یا ان کی اولاد۔

☆ سورہ رعد۔ آیت 19:

أَفَمَنْ يَعْلَمُ أَمَّمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَى
إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۱۹

ترجمہ:

(اے رسول) بھلا وہ شخص جو یہ جانتا ہے کہ جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا بالکل ٹھیک ہے کبھی اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو مطلق اندھا ہے۔

حاشیہ:

علامہ ابن مردویہ جو اہل سنت کے ایک بڑے عالم ہیں انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اس شخص سے علی ابن ابی طالبؓ مراد ہیں۔

★ سورہ رعد۔ آیت 29:

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَى لَهُمْ وَحَسُنَ

مَا بَدَّ

ترجمہ:

جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے اچھے کام کئے ان کے واسطے (بہشت میں) طوبیٰ اور خوشحالی اور اچھا انجام ہے۔

حاشیہ:

ابن ابی حاتم نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ طوبیٰ بہشت

میں ایک درخت ہے جس کی جڑ علی بن ابی طالبؑ کے گھر میں ہے اور جنت میں کوئی گھر ایسا نہیں جس میں اس کی ایک شاخ نہ ہو۔ پھر ابن ابی حاتم نے ایک دوسری حدیث میں فرقد سنجی سے روایت کی ہے کہ خدا نے انجیل میں حضرت عیسیٰؑ کے پاس وحی بھیجی کہ اے عیسیٰ میرے کام میں سعی کرو میرا کہا مانو اے بتول باکرہ کے بیٹے میں تم کو بغیر باپ کے پیدا کیا اور تم کو اور تمہاری ماں کو سارے جہان کے لئے اپنی قدرت کی نشانی بنایا تو تم میری عبادت کرو۔ اور مجھ ہی پر بھروسہ رکھو اور کتاب کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ حضرت عیسیٰ نے عرض کی خدایا میں کون سی کتاب مضبوطی سے پکڑوں حکم ہوا۔ انجیل کو مضبوطی سے لئے رہو اور سریانیہ والوں کے سامنے کو اس کو بیان کرو اور ان کو خبر دو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں جی، قیوم، بدیع، دائم ہوں کبھی فنا نہ ہوں گا۔ تو خدا اور اس کے رسول بنی امی اللہ ﷺ پر جو آخر زمانہ ہیں ہوگا ایمان لاؤ اور اس کی تصدیق کرو۔ اور اس نبی کی متابعت کرو۔ جو اونٹ پر سوار اور بدن پر بال کے کپڑے ہاتھ میں عصا اور سر پر تاج رکھے گا اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور بھنویں ملی ہوئی ہوں گی۔ صاحب سا ہوگا۔ اس کی نسل اس مبارک عورت سے جاری ہوگی جس کا نام خدیجہؓ ہوگا۔ اس عورت کے واسطے خدا نے موتی کا محل بنوایا ہے۔ جس میں سونے کا کام کیا ہوگا اس میں نہ کوئی تکلیف ہوگی اور نہ رنج اس کی ایک بیٹی ہوگی جس کا نام فاطمہؓ ہوگا۔ اس کے دو بیٹے ہونگے حسنؓ و حسینؓ جو شہید

ہوں گے۔ جو شخص اس نبی کے زمانہ میں موجود ہو اس کی باتیں سنے اس کیلئے طوبیٰ ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے عرض کی یہ طوبیٰ کیا ہے حکم ہو ایہ بہشت کا ایک درخت ہے جس کو میں نے اپنی قدرت سے بویا ہے۔ اور میرے فرشتوں نے اسے قائم رکھا۔ اس کی جڑ ”رضوان“ سے ہے اور اس کا پانی تسنیم سے۔ دیکھو تفسیر درمنثور ملا جلال الدین سیوطی جلد ۲۔ صفحہ 59 سطر ۲۵، ۲۹ تا ۳۷۔ مطبوعہ مصر۔

★ سورہ رعد۔ آیت 43:

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا أَلَسَتْ مُرْسَلًا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا
بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۚ

ترجمہ:

(اے رسول) کافر لوگ کہتے ہیں کہ تم پیغمبر نہیں ہو تو تم (ان سے) کمدو کہ میرے اور تمہارے درمیان (میری رسالت کی) گواہی کے واسطے خدا اور وہ شخص (ا) جس کے پاس (آسمانی) کتاب کا علم ہے کافی ہے۔

حاشیہ:

اکثر مفسرین اس کے قائل ہیں کہ شخص سے مراد علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔ چنانچہ عاصمی نے زین الفتی ذکر کیا ہے اور ثعلبی نے عبد اللہ میں عطا سے روایت کی ہے کہ عبد بن اسلام کہتے تھے ”من عندہ علم الكتاب“ سے مراد علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ اور اسی وجہ سے آپ اکثر

فرمایا کرتے تھے ” سلونی سلونی قبل ان تفقدونی ” مجھ سے میرے مرنے کے قبل جو چاہو پوچھو۔

اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن سلام کی شان میں نازل ہوئی ہے مگر یہ خیال بالکل غلط ہے۔ کیونکہ سعید بن منصور و ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے اپنی کتاب ناخ میں سعید بن جبر سے روایت کی ہے کہ جب ان سے پوچھا گیا ” من انده علم الکتاب سے عبداللہ بن سلام مراد ہیں تو کہنے لگے یہ کیونکر ہو سکتا ہے سورہ مکہ میں نازل ہوئی اور عبداللہ بن سلام مدینہ میں اسلام لائے۔ اس سے بالاتر سنئے ابن منذر نے ثعلبی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ ابن سلام کی شان میں کوئی آیت ہی نازل نہیں ہوئی۔ دیکھو تفسیر سیوطی جلد ۴۔ صفحہ ۶۹ سطر ۲۰ سے ۲۳۔ مطبوعہ مصر۔

سورۃ ابراہیم

☆ سورۃ ابراہیم آیات 24، 25:

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ
أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ۚ تُوْتِي أكلَهَا كُلَّ حِينٍ بِأذنِ رَبِّهَا وَ

يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۲۵

ترجمہ:

(اے رسول) کیا تم نے نہیں دیکھا خدا نے اچھی بات (مثلاً کلمہ توحید) کی کیسی اچھی مثال بیان کی ہے کہ (اچھی بات) گویا ایک پاکیزہ درخت ہے اس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی ٹہنیاں آسمان میں (لگی) ہوں اپنے پروردگار کے حکم سے ہمہ وقت پھلا پھولا رہتا ہے اور خدا لوگوں کے واسطے (اس لئے) مثالیں یہاں فرماتا ہے تاکہ لوگ نصیحت و عبرت حاصل کریں۔

حاشیہ: ایک حدیث میں حضرت رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ اس درخت کی جڑیں ہوں اور علیؑ اس کی ڈال اور ائمہ اس کی شاخیں اور ہمارا علم اس کے پھل اور مومنین شیعہ اس کے پتے ہیں۔

سورۃ حجر

☆ سورۃ حجر۔ آیت 41:

قَالَ هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ۴۱

ترجمہ:

خدا نے فرمایا کہ یہی راہ سیدھی ہے۔ کہ مجھ تک پہنچتی ہے۔

حاشیہ:

یہ ترجمہ قرآن کے ظاہری الفاظ کے مطابق ہے لیکن اس میں علاوہ بھونڈے معنی ہونے کے ایک بڑی خرابی یہ لازم آتی ہے کہ اس صورت میں ایک نیا جملہ محذوف ماننا پڑے گا چنانچہ بیضوی نے لکھا ہے کہ اصل اس کی یوں ہوگی۔

هذا صراط على حق على ان ارعيه۔

حالانکہ محذوف ماننا اور وہ بھی جملہ کی ہر عبارت کے لئے عیب ہے خصوصاً قرآن کی واسطے تو کس طرح جائز ہی نہ ہوگا۔ اس کے علاوہ اس صورت میں خدا لحاظ اور خیال کرنے کو وجوب ثابت ہوگا۔ حالانکہ اہلسنت کسی چیز کو خدا پر واجب نہیں کہتے ان ہی خرابیوں پر نظر کر کے بعض قراء نے هذا صراط علی مستقیم پڑھا ہے۔ اور اس کو بھی بیضوی نے ذکر کیا ہے اس بنا پر علیٰ فعیل کے وزن پر بلند کے معنی میں ہوگا اور آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ بلند راستہ سیدھا ہے۔ حالانکہ یہ تو جیہہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ راستہ کی خوبی سیدھا ہونا ہے نہ بلند ہونا۔ اس کے علاوہ بلندی ایک نسبتی اور اضافی چیز ہے۔ پستی ہو تو بلندی ہو۔ اور جب پستی اور بلندی دونوں چیزیں پائی گئی تو راستہ سیدھا ہو ہی نہیں سکتا اور جب یہ دونوں ہی صحیح نہ رہیں تو اب تیسری قراۃ هذا صراط علی مستقیم کی صحت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ اور اس میں نہ کوئی لفظی خرابی لازم آتی ہے نہ معنوی اور اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ علیٰ کی

راہ سیدھی راہ ہے اور اس میں خدا کی طرف سے حضرت علیؑ کے نام کی تصریح اور اعلان عام ہے کہ حضرت ہی کا دین سیدھا اور مستقیم ہے۔ اور ان ہی کے پیرو سیدھے جنت میں پہنچے گے اور یہ آپ کا شرف عظیم ہے اور فخر جسیم ہے۔ یہی تفسیر اہلبیت بھی شامل ہے۔

اور اسی کو مؤید وہ روایت ہے جو حسن بصری سے منقول ہے کہ وہ آیت کو یوں ہی پڑھتے اور کہتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ علی ابن ابی طالبؑ کی راہ ہے اور اس کا دین سیدھا دین اور راستہ ہے۔ پس انہی کی پیروی کرو اور اسی کو تھامے رہو۔ کیونکہ اس میں کوئی کجی نہیں۔ (مناقب خوارزمی)

★ سورہ حجر آیت 47:

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غَلٍۭ إِخْوَانًا عَلٰی سُرِّرٍ
مُّتَّقِلِينَ ۝۷۷

ترجمہ:

(دنیا کی تکلیفوں سے) جو کچھ ان کے دل میں ارنج تھا اس کو بھی ہم نکال دیں گے اور یہ باہم ایک دوسرے آمنے سامنے تختوں پر اس طرح بیٹھے ہونگے جیسے بھائی بھائی۔

حاشیہ:

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے آنجناب رسالتاً

سے عرض کی میں آپ کے نزدیک زیادہ محبوب ہوں یا فاطمہؑ آپ نے فرمایا: وہ زیادہ محبوب ہے اور تم زیادہ عزیز ہو۔ اور گویا میں تمہارے ساتھ حوض کوثر پر ہوں اور تم وہاں سے لوگوں کو ہٹا رہے ہو۔ اور حوض کوثر پر آسمان کے ستاروں کے شمار ٹوٹی دار کنستر رکھے ہیں اور تم حسن، حسین، فاطمہ، عقیل اور جعفر علیہم السلام بہشت میں ہو اور ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر بیٹھے ہو اور تم میرے ساتھ ہو۔ اور تمہارے شیعہ بہشت میں ہوں گے۔ اس وقت آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت رسول ﷺ نے تمام اصحاب میں بھائی چارہ قرار دیا۔ اور جناب امیر کو چھوڑ دیا تو آپ نے حضرت رسول سے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! جب میں نے دیکھا کہ آپ نے میرے سوا اصحاب میں بھائی چارہ قرار دیا تو ناامیدی اور یاس کی وجہ سے میری روح نکلنے لگی اور میری کمر ٹوٹ گئی۔ اگر یہ کسی خفگی یا ناراضگی کی وجہ سے ہے تو معاف فرمائیے۔

آپ نے فرمایا: اے علیؑ قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے حق کے ساتھ معبود کیا میں نے تمہیں صرف اپنے واسطے پیچھے کیا ہے تم میرے نزدیک ایسے ہو جیسے موسیٰ کے نزدیک ہارون۔ اور تم میرے وارث ہو۔ حضرت علیؑ نے عرض کی میں آپ کا کس چیز میں وارث ہوں گا فرمایا: جن چیزوں میں انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔

پھر پوچھا: آخر انبیاء کے وارث کن کن چیزوں کے ہوتے ہیں
 فرمایا: خدا کی کتاب اور نبی کی حدیث کے اور تم میرے ساتھ
 میرے قصر جنت میں فاطمہ کے ساتھ ہونگے اور تم میرے بھائی میرے
 رفیق ہو اس کے بعد اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

اور فرمایا: ہم سب باہم خدا کے بارے میں دوست ہیں۔ کہ ایک
 دوسرے کی طرف دیکھنا ہو گا۔ (در منشور ملا جلال الدین سیوطی جلد ۳
 مطبوعہ مصر)

سورۃ نحل

★ سورۃ نحل آیت 43:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَسَأَلُوا
 أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝۳۳

ترجمہ:

(اے رسول) تم سے پہلے آدمیوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا کئے۔ جن
 کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے تو (تم اہل مکہ سے کدو کہ) اگر تم خود نہیں جانتے
 ہو تو اہل ذکر (عالموں) سے پوچھو۔

حاشیہ:

قرآن میں جا بجا خدا نے لفظ ذکر سے حضرت رسول ﷺ کو مراد

کیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتا ہے۔ قل انزل اللہ الیکم ذکر الرسول
یتلوا علیکم آیاتہ الایۃ۔ اور اس آیت میں بھی ذکر سے حضرت
رسول مراد ہیں۔ تو اہل ذکر سے اہلبیت ائمہ معصومین مراد ہوئے۔ اسی بنا پر
معاویہ بن عماد وہی نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے آپ نے اس آیت کو
تلاوت کیا اور فرمایا ہم اہل ذکر ہیں۔ دیکھو فصول مہمہ

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ حضرت
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ باوجود کہ نماز پڑھتے
روزہ رکھتے اور حج و عمرہ کرتے ہیں مگر منافق کے منافق ہیں۔

کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! ایسے شخص پر نفاق کیونکر
داخل ہوا

آپ نے فرمایا: اس وجہ سے کہ وہ اپنے امام پر طعن کرتا ہے اس
کو برا کہتا ہے اور اس کا امام وہ شخص ہے جس کو خدا نے اپنی کتاب میں
فأفلو اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون سے ذکر فرمایا ہے۔ دیکھو۔
تفسیر در منشور جلد ۳ صفحہ ۱۹ مطبوعہ مصر۔ اس روایت کو ابن مردویہ نے
بھی انس بن مالک کی سند سے بیان کیا ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل

☆ سورۃ بنی اسرائیل۔ آیت 26:

وَإِذِ الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تَبْدُرْ

تَبْدِيرًا ۲۶۱

ترجمہ:

اگر تم واقعی نیک ہو گے (اور بھولے سے ان کی خطا کی تو وہ تم کو بخش دے گا) کیونکہ وہ توبہ کرنے والوں کا بڑا بخشنے والا ہے۔ اور قرابت داروں اور محتاج اور پردیسی کو ان کا حق دے دو۔

حاشیہ:

ابن جریر نے حضرت علی بن حسینؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک شامی مرد سے پوچھا تو نے قرآن پڑھا ہے بولا ہاں پڑھا ہے کیا تو نے سورۃ بنی اسرائیل میں ”ذات القربیٰ حقہ“ نہیں پڑھا۔ بولا ہاں یعنی آپ ہی وہ قرابتدار سن چکے حق دینے کا خدا نے حکم دیا۔ پھر بنی اسرائیل ابو العلیٰ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ نے حضرت فاطمہؑ کو بلایا اور فدک عطا فرمایا اور یہ روایت ابن مردویہ نے ابن عباس سے بھی بیان کی ہے۔ دیکھو تفسیر در منشور جلد ۴۔ صفحہ ۱۹ سطر ۱۷۷ ۱۷۸ مطبوعہ مصر۔ اور یہی روایت معرج النبوة میں بھی ہے۔

☆ سورۃ بنی اسرائیل۔ آیت 71:

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ
فَأُولَئِكَ يَفْرَحُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يَظْلَمُونَ فَتِيلًا ۱

ترجمہ:

جب ہم تمام لوگوں کو ان کے پیشواؤں (۱) کے ساتھ بلائیں گے۔
تو جس کا نامہ عمل ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ لوگ (خوش
خوش) اپنا نامہ عمل پڑھیں گے اور ان پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا۔

حاشیہ:

ابن مردویہ نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت
رسول اللہ ﷺ نے اس آیت ”یوم ندعوا کل اناس بامامہم“ کی
تفسیر میں ارشاد فرمایا ”یدعی کل قوم بامام زیانہم و کتاب الہہ و
سنت نیہم“ کہ ہر قوم کو اپنے زمانے کے امام اپنے رب کی کتاب اور
اپنے نبی کی سنت کے ساتھ بلایا جائے گا۔ (تفسیر در منشور جلد ۴۔ صفحہ ۱۹۴
سطر ۵ مطبوعہ مصر)

اس سے بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں ایک امام کا ہونا
ضروری ہے اور اس بنا پر اس وقت امام عصر کا موجود ہونا بھی ضروری ہے۔

★ سورہ بنی اسرائیل آیت 80:

وَقُلْ رَبِّ ادْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مَخْرَجِ صِدْقٍ وَّ
اجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۸۰

ترجمہ:

(قیامت کے دن) خدا تم کو مقام محمود تک پہنچائے اور یہ دعائیں گنا
کرو کہ اے میرے پروردگار مجھے (جہان) پہنچا اچھی طرح پہنچا۔ اور مجھے
جہاں سے نکال تو اچھی طرح سے نکال اور مجھے خاص اپنی بارگاہ سے ایک
حکومت عطا فرما۔

حاشیہ:

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت رسول اللہ ﷺ مکہ سے
ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے چلے تو خدا کا یہ حکم پہنچا۔ آپ نے دعا کی اور
خدا نے اسے قبول فرمایا۔ اور سچ کر دکھایا کہ جب فتح مکہ ہوئی تو آپ خانہ کعبہ
میں تشریف لائے اور اس کو بتوں سے پاک کیا چنانچہ اس وقت کے واقعہ
کو امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے یوں
بیان کرتے ہیں کہ جب ہم مکہ میں رسول کے ساتھ داخل ہوئے اور خانہ
کعبہ میں آئے تو تین سو ساٹھ بت کعبہ کے گرد عرب کے مختلف قبیلوں کے
پوجنے کے واسطے نصب تھے حضرت رسول اللہ ﷺ نے ان کو گرانے کا حکم دیا
چنانچہ وہ سب بت گرائے گئے اور آخر ایک بہت بڑا بت جس کا نام ہبل تھا اور
وہ اوپر نصب تھا۔ باقی رہ گیا جب آپ نے اس کو دیکھا تو حضرت علیؓ سے فرمایا
تم میرے شانے پر چڑھو یا میں تمہارے شانے پر چڑھوں۔ اور اس کو
گراؤں۔ حضرت علیؓ عرض کی آپ میرے شانے پر چڑھیں۔ غرض رسول

اللہ ﷺ حضرت علیؑ کے شانے پر چڑھے تو حضرت علیؑ فرماتے ہیں مجھے اس وقت نبوت کا بار بہت گراں گزرا اور مجھ سے یہ بھی نہ ممکن تھا کہ میں آپ کو حرکت دے سکوں تب آپ اتر گئے اور مجھے اپنے شانے پر سوار کیا۔ غرض میں جب سوار ہوا تو خدا کی قسم میں نے اپنے آپ کو اس قدر بلند پایا اگر چاہتا تو میں آسمان کو چھولیتا۔ سچ ہے!

علیؑ بردوش احمد چشم بد دور
عیان شد معنی نور علیؑ نور

میں نے ہبل کو اکھاڑ کر زمین پر پھینکا اور حضرت رسول ﷺ نے فرمایا ”جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً“ اس کے بعد میں آپ کے شانے پر سے کود پڑا تو مجھے ذرا بھی تکلیف نہ ہوئی۔

سورۃ مریم

☆ سورۃ مریم۔ آیت 96:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ

وَدًّا ۙ

ترجمہ:

بیشک جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے اچھے کام کئے

عنقریب ہی خدا ان کی محبت (لوگوں کے دلوں میں) پیدا کر دے گا۔

حاشیہ:

ابن مردویہ اور ویلیبی برار سے روایت کی ہے۔ جناب رسالت مآب ﷺ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: اے علیؑ کہو خداوند اپنی بارگاہ میں میرے عہد و پیمان اور محبت قرار دے اور مومنین کے دل میں میری محبت قائم کر۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اور ابن عباس اور خود علیؑ سے یہ روایت منقول ہے۔ دیکھو تفسیر در منشور جلد ۴ صفحہ 287 سطر ۱۱ مطبوعہ مصر۔

سورۃ طہ

☆ سورۃ طہ - آیات 25 تا 35:

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۚ وَبَيِّرْ لِي أَمْرِي ۚ ۲۶ وَاحْلُلْ
عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي ۚ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۚ ۲۸ وَاجْعَلْ لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ۚ ۲۹
هُرُونَ أَحْيَىٰ ۚ ۳۰ اَشْدُّدِ بِيهِ أَرْزِي ۚ ۳۱ وَاشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۚ ۳۲ كَيْ نُسَبِّحَكَ
كَثِيرًا ۚ ۳۳ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۚ ۳۴ إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا ۚ ۳۵

ترجمہ:

موسیٰ نے عرض کی پروردگار (میں جانتا ہوں مگر) میرے لئے
میرے سینے کو کشادہ فرما (دلیر بنا) اور میرا کام میرے لئے آسان بنا اور میری
زبان سے (لکنت کی) گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھ

لیں۔ اور میرے کنبہ والوں میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر (بوجھ اٹھانے والا) بنا دے۔ اس کے ذریعے میری پشت کو مضبوط کر دے اور میرے کام میں اس کو میرا شریک بناتا کہ ہم دونوں مل کر کثرت سے تیری تسبیح کریں۔ اور کثرت سے تجھے یاد کریں۔ تو تو ہماری حالت دیکھ ہی رہا ہے۔

حاشیہ:

روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ ایک پہاڑ کے پاس کھڑے ہو کر خداوند قدوس کی بارگاہ میں عرض کر رہے تھے: خدایا میں بھی تجھ سے وہی سوال کرتا ہوں جو میرے بھائی موسیٰ نے کیا تھا میرے سینہ کو کشادہ فرما اور میرا کام میرے لئے آسان بنا اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھ لیں اور میرے اہل بیت سے میرے بھائی علی کو میرا وزیر بنا اور اس کے ذریعے میری پشت کو مضبوط کر دے اور میرے کام میں اس کو میرا شریک بناتا کہ ہم دونوں مل کر کثرت سے تیری تسبیح کریں۔ اور کثرت سے تجھے یاد کریں۔ تو تو ہماری حالت دیکھ ہی رہا ہے۔ (تفسیر در منشور جلد ۴ صفحہ ۲۹۵ مطبوعہ مصر)

سورۃ انبیاء

☆ سورۃ انبیاء آیات 7:

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ
الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ،

ترجمہ:

(اے رسول) ہم نے تم سے پہلے بھی آدمیوں کو ہی رسول بنا کر بھیجا تھا ان کے پاس وحی بھیجا کرتے تھے۔ تو اگر تم خود نہیں جانتے تو عالموں سے پوچھ دیکھو۔

حاشیہ:

علمائے اہل سنت اس میں مختلف ہیں کہ اہل ذکر سے کون لوگ مراد ہیں۔ اہل کتاب کے علماء بعض قرآن کو بعض ہر زمانہ کے علماء کو لیکن ان میں سے کوئی بھی خدا لگتی بات نہیں۔ کیونکہ اگر اہل کتاب کے علماء مقصود ہوں تو ان سے ہدایت کیا ہوگی وہ تو اپنی طرف بھیجیں گے اور قرآن و علماء بھی مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ اگر ہدایت یہں جی کافی ہوتے تو اتنا اختلاف کیوں ہوتا۔ اس سے محض حضرت آئمہ کا مقصود ہونا منحصر ہے۔ اور یہی بعض احادیث کا مضمون ہے جبکہ جناب امیر فرماتے ہیں کہ ہم اہل ذکر ہیں۔

★ سورۃ انبیاء۔ آیت 101:

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا

مُبْعَدُونَ ۱۰۱

ترجمہ:

البتہ جن لوگوں کے واسطے ہماری طرف سے پہلے ہی بھلائی (تقدیر میں لکھی جا چکی) وہ لوگ دوزخ سے دور ہی دور رکھے جائیں گے۔

حاشیہ:

ابن ابی حاتم، ابن عدی اور ابن مردویہ نے نعمان بشیر سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور کہا کہ ”انا منہم“ میں ان ہی لوگوں میں ہوں۔ دیکھو تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۲۷۲۔ مطبوعہ۔ مصر۔ و تفسیر در منشور جلد ۴ صفحہ 339۔

سورۃ حج

★ سورۃ حج آیات 77، 78:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ، السجدة وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمُّكُمُ الْمُسْلِمِينَ ه مِنْ قَبْلُ وَ فِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ آتُوا الزَّكَاةَ وَ اعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ

فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ، ۸۰

ترجمہ:

اور جو حق جہاد کرنے کا ہے خدا کی راہ میں جہاد کرو۔ اسی نے تم کو برگزیدہ کیا اور امور دین میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں کی تمہارے باپ ابراہیم کے مذہب کو (تمہارا مذہب بنا دیا ہے) اسی (خدا) نے تمہارا پہلے سے مسلمان (فرمانبردار بندے) نام رکھا اور اس قرآن میں بھی۔ (تو جہاد کرو) تاکہ رسول تمہارے مقابلہ میں گواہ بنیں اور تمام لوگوں کے مقابلے میں گواہ بن اور تم پابندی سے نماز پڑھا کرو۔ اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور خدا ہی (کے احکام) کو مضبوط پکڑو وہی تمہارا سرپرست ہے تو کہا اچھا سرپرست ہے اور کیا اچھا مددگار ہے۔

حاشیہ:

ابن مردویہ نے عبدالرحمن بن عوف سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے مجھ سے فرمایا: کیا ہم قرآن میں یہ آیت (جس طرح) شروع میں تم نے جہاد کیا اسی طرح آخر زمانہ میں جو حق جہاد کرنے کا ہے خدا کی راہ میں جہاد کرو) نہ پڑھتے تھے لیکن وہ زمانہ آخر کب ہوگا حضرت عمر نے فرمایا: جس زمانہ میں بنو امیہ حاکم ہوں گے۔ اور مغیرہ کی اولاد وزیر ہوگی۔ بیہقی نے بھی اس روایت کو ذکر کیا ہے۔ (در منشور جلد ۴۔ صفحہ ۷۱۔ ۳۔ مطبوعہ مصر)

ظاہر ہے مغیرہ کی اولاد یزید کے زمانہ میں وزارت پر فائز تھی کیونکہ سب سے پہلے جس شخص نے معاویہ سے بیعت یزید کی تحریک کی اور لوگوں سے بیعت کرائی وہ مغیرہ کوفہ کا گورنر تھا۔ جس نے کوفہ کے چالیس آدمیوں کو اپنے بیٹے کے ساتھ معاویہ کے پاس یزید کی بیعت کے واسطے بھیجا تھا۔ اور جب وہ لوگ بیعت کر چکے تو معاویہ نے اس کے بیٹے سے تنہائی میں پوچھا: تیرے باپ نے ان لوگوں کا دین و ایمان کتنے میں خرید کیا۔ وہ بولا چار سو دینار کے ساتھ تو معاویہ نے کہا پھر تو بہت ارزاں ہے۔

اللہ اکبر معاویہ کو بھی اپنی بے ایمانی اور مخالفت حق کا اس قدر یقین تھا۔ بہر حال یہ زمانہ جس کو خدا فرماتا ہے امام حسین کے جہاد کا زمانہ اور آپ کے جہاد علیم کا ذکر ہے اور خدا آپ کا ساتھ دینے کا حکم فرماتا ہے۔

سورۃ مومنون

☆ سورۃ مومنون 10 تا 1:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۱ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَشِعُونَ ۲ وَ
الَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۳ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۴ وَ
الَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۵ إِلَّا عَلَىٰ آزْوَاجِهِمْ مَا مَلَكَتْ
أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۶ فَمَنْ ابْتغىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْعُدُونَ ۷ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمْتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۸ وَالَّذِينَ هُمْ

عَلَى صَلَواتِهِمْ يُحَافِظُونَ! أَوْلَيْكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۱۰

ترجمہ:

البتہ وہ ایمان والے راستگار ہوئے۔ جو اپنی نمازوں میں (خدا کے سامنے) گڑگڑاتے ہیں اور جو بیہودہ باتوں سے منہ پھیرے رہتے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ (ادا) کیا کرتے ہیں اور اپنی شرمگاہوں کو (حرام سے) بچاتے ہیں مگر اپنی بیویوں سے یا اپنی زر خرید لونڈیوں سے کہ ان پر ہر گز الزام نہیں ہو سکتا۔ پس جو شخص اس کے سوا (کسی اور طریقہ سے شہوت پرستی) کی تمنا کرے تو ایسے ہی لوگ حد سے بڑھ جانے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا لحاظ رکھتے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کیا کرتے ہیں (آدم کی اولاد میں) یہ لوگ سچے وارث ہیں۔

حاشیہ:

محمد بن محمود قزدینی شافعی نے لکھا ہے کہ جب حضرت علیؑ پیدا ہوئے اور حضرت رسول اللہ ﷺ دیکھنے آئے تو رسول کو دیکھتے ہی ہنکے اور عرض کی السلام علیکم یا رسول اللہ ورحمة اللہ وبرکاتہ اور آپ کی طرف متوجہ ہو کر قرآن پڑھنا شروع کیا حالانکہ اس وقت تک قرآن نازل ہونا شروع بھی نہیں ہوا تھا۔ سورۃ مومنوں کو شروع سے خالدون تک پڑھا تو حضرت نے فرمایا: اے علیؑ تمہاری وجہ سے ان مومنوں نے رستگاری پائی۔

وارث ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں قربت کی وجہ سے کسی شخص کا ترکہ بغیر قیمت خرچ کئے ملتا ہے اسی طرح یہاں ایمان اور نیکی کی وجہ سے خدا کی بارگاہ سے قربت حاصل ہوگی اور بغیر کچھ دام دیئے بہشت مل جائے گی۔ خدا تو سارے آسمان اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثل ایسی ہے جیسے ایک طاق (سینہ) ہے جس میں ایک روشن چراغ علم و شریعت ہو اور چراغ ایک شیشہ کی قندیل (دل) میں ہو اور قندیل (اپنی تڑپ میں) گویا ایک جگمگاتا ہوا روشن ستارہ و چراغ زیتون کے ایسے مبارک درخت کے (تیل) سے روشن کیا جائے جو نہ پورب کی طرف ہو اور نہ بچھم کی طرف (بلکہ بیچوں بیچ میدان میں) اس کا تیل (ایسا شفاف ہو کہ اگرچہ آگ اسے چھوئے بھی نہیں۔ تاہم ایسا معلوم ہو کہ آپ ہی آپ روشن ہو جائے گا غرض ایک نور نہیں بلکہ نور علی نور (نور کی نور پر جوت پڑ رہی ہے خدا اپنے نور کی طرف سے جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور خدا لوگوں کو سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور خدا ہر چیز سے خوب واقف ہے۔

حسن بصری اور ابو الحسن مفازی شافعی سے روایت ہے کہ مشکوٰۃ سے مراد حضرت فاطمہؑ اور مصباح سے مراد حسینؑ اور شجر مبارک سے حضرت ابراہیم شرقی و غربی نہ ہونے سے حضرت فاطمہؑ کا یہودی و نصرانی نہ

ہونا ”یکادزیتمہا“ سے ان کی کثرت علم اور نور علی نور سے ایک امام کے بعد دوسرا امام اور ”یہوی اللہ لنورہ“ سے ان کی اولاد و محبت مراد ہے۔ جس کو علامہ جلال الدین نے ذکر کیا ہے۔ کہ انس بن مالک اور بریدہ سے ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسول نے اس کے بعد والی آیت ”فی بیوت اذن اللہ“ کی تلاوت فرمائی تو ایک شخص نے عرض کی یا حضرت اس سے کون گھر مراد ہیں آپ نے فرمایا: انبیاء کے گھر یہ سن کر حضرت ابو بکر کھڑے ہوئے اور حضرت علیؑ اور فاطمہؑ کے گھر کی طرف اشارہ کر کے عرض کی یا رسول اللہ کیا یہ گھر بھی انہیں گھروں میں ہے آپ نے فرمایا ہاں بلکہ ان میں بھی سب سے بہتر و افضل ہے۔ دیکھو تفسیر در منثور جلد ۵ سطر ۳۔ مطبوعہ مصر۔ اور اس روایت کو ثعلبی نے بھی ذکر کیا ہے۔

سورۃ نور

★ سورۃ نور آیات: 51، 52:

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَاطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝۱ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝۲

ترجمہ:

ہم نے حکم سنا اور دل سے مان لیا۔ اور یہ لوگ (آخرت میں) کامیاب ہونے والے ہیں۔ اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کا حکم مانے اور خدا سے ڈرے اور اس کی نافرمانی سے بچتا رہے تو ایسے لوگ اپنی مراد کو پہنچیں گے۔

حاشیہ:

اگرچہ مفسرین نے لکھا ہے کہ اس اشارہ اس جھگڑے کی طرف ہے جو بشر منافق اور ایک یہودی میں تھا۔ اور یہودی حضرت رسول کے حق فیصلہ کرنے اور اپنے حق ہونے کی وجہ سے آپ کو حکم قرار دینا چاہتا تھا۔ اور بشر کعب بن اشرف یہودی کو۔ مگر صاحب کشاف بیضاوی نے تصریح کی ہے یہ قصہ علی بن ابی طالب اور مغیرہ وائل کا ہے۔ اور مغیرہ نے حضرت رسول کو حکم قرار دینے سے انکار کیا۔ اور خواہ مخواہ ظلم کا الزام لگایا۔ اور بلخی نے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان نے حضرت علی سے ایک زمیں خرید کی تھی اور اس میں پتھر نکل آنے کی وجہ سے واپس کرنا چاہتے تھے۔ حضرت علی نے واپسی سے انکار کر دیا۔ اور اپنا حکم رسول اللہ ﷺ کو قرار دیا۔ اس پر حکم بن ابی العاص نے حضرت عثمان سے کہا کہ تم اس کو نہ مانو کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنے چچا زاد بھائی کے خلاف ہر گز نہ کریں گے۔ اسی وجہ سے یہ آیت نازل ہوئی۔

سورہ فرقان

★ سورہ فرقان - آیات 54:

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ

رَبُّكَ قَدِيرًا ۝۵۴

ترجمہ:

اور وہی تو وہ خدا ہے جس نے پانی (منی) سے آدمی کو پیدا کیا پھر اس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا۔ اور (اے رسول) تمہارا پروردگار ہر چیز پر (ا) پر قادر ہے۔

حاشیہ:

تفضول مہمہ میں محمد بن یرین سے روایت کی ہے کہ یہ حضرت رسول ﷺ اور امیر المومنینؑ کے بارے میں نازل ہوئی جو رسول کے چچا زاد بھائی اور ان کی بیٹی کے حضرت فاطمہؑ کے شوہر تھے۔ تو جناب امیرؑ حضرت رسول ﷺ کے نسب سے بھائی اور جناب زہرا کے رشتہ سے داماد ہوئے۔

سورہ شعراء

☆ سورہ شعراء۔ آیات 15:

قَالَ كَلَّا فَاذْهَبْ بِآيَاتِنَا إِنَّكَ مَعَكُمْ مُسْتَبْعُون ۝۱۵

ترجمہ:

(اے رسول) تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب خدا سے ڈراؤ۔
اور جو مومنین تمہارے پیرو ہو گئے ہیں ان کے سامنے اپنا بازو جھکاؤ (تواضع
کرو)۔

حاشیہ:

صاحب تفسیر معالم التنزیل نے اس آیت کی شان نزول میں یہ
روایت ابن عباس سے ذکر کی ہے وہ کہتے ہیں مجھ سے حضرت علیؑ نے بیان
کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت رسول نے مجھ سے فرمایا خدا کا ایسا
حکم ہے۔ مگر چونکہ میں جانتا تھا کہ ان لوگوں کو اس حکم کے سنانے سے رنج
کے سوا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ اس وجہ سے میں ساکت تھا۔ مگر پھر دوبارہ
باعتاب حکم آیا اب کوئی چارہ نہیں۔ تو تم کچھ روٹی بکری کی ایک ران تھوڑ
ادودھ کا سامان کر رکھو شب شام ہوئی تو آپ نے قریش میں عباس، حمزہ،
ابولہب، ابوطالب ایسے چالیس آدمیوں کو بلا بھیجا۔ اور وہ کھانا ان کے سامنے
رکھا گیا۔ آپ نے پہلے اپنا ہاتھ لگایا۔ اس کے بعد ان سے کھانے کو کہا۔ سب
کے سب کھا کر سیر ہو گئے حالانکہ وہ کھانا بظاہر ایک آدمی سے زیادہ کے کھانے

کانہ تھا۔ اب آپ نے چاہا کچھ بات کریں۔ کہ ابو لہب مردود نے بات کاٹ کر کہا تمہارے صاحب نے بڑا سخت جادو کیا۔ یہ سنا تھا کہ سب کے سب چل دیئے۔ دوسرے دن پھر حضرت نے اسی سامان کا حکم دیا اور کھانے کے بعد آپ نے فرمایا اے فرزند ان عبد مناف میں تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی نیکی لے کر آیا ہوں۔ اور ایسی اچھی خبر لایا ہوں کہ اس کے قبل کوئی تمہارے لئے نہیں لایا۔ اور مجھے خدا نے تمہیں اس کی طرف دعوت کا حکم دیا ہے۔ تو تم میں سے کون ایسا ہے جو میرا وزیر بنے اور میرے کام میں میری مدد کرے۔ تاکہ وہ میرا بھائی میرا وصی اور میرا خلیفہ تمہارے درمیان ہو کسی نے کوئی جواب نہ دیا مگر حضرت علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اسی طرح حضرت نے تین مرتبہ فرمایا اور بجز حضرت علیؑ کے کسی نے جواب نہ دیا جب آپ نے فرمایا تو ہی میرا وزیر میرا وصی میرا بھائی میرا خلیفہ ہے۔ اور یہ روایت باختلاف الفاظ تفسیر در منشور، سند ابن حنبل، ریاض القوتہ وغیرہ کتب اہلسنت میں بھی مذکور ہے۔

سورۃ عنکبوت

☆ سورۃ عنکبوت۔ آیات 1 تا 3 :

لَمْ أَحْسَبِ النَّاسَ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا
يُفْتَنُونَ ۚ وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ
صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِينَ ۝۳

ترجمہ:

کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ (صرف) اتنا کہہ دینے سے کہ ہم
ایمان لائے چھوڑ دیئے جائیں گے۔ اور ان کا امتحان نہ لیا جائے گا۔ ۱ (ضرور
لیا جائے گا) ہم نے تو ان لوگوں کا بھی امتحان لیا جو ان سے پہلے گزر گئے۔
عرض خدا ان کو لوگوں کو جو سچے (دل سے ایمان لائے) ہیں یقیناً علیحدہ
دیکھے گا اور جھوٹوں کو بھی (علیحدہ) ضرور دیکھے گا۔

حاشیہ: کشف الحق و نوح الصدق میں مروی ہے کہ جناب امیر
نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے عرض کی یہ آزمائش کی جائے گی اور تمہارا
مقابلہ کیا جائے گا تو تم مقابلہ کے لئے تیار ہو اس کا مطلب واضح طور پر یہ ہوا
کہ تکلیف الہی جسے ایمان کہتے ہیں بغیر علی بن ابی طالبؑ کی ولایت کے پوری
نہیں ہو سکی اور ان ہی کی ولایت کا امتحان لیا جائے گا۔

سورۃ الم سجدہ

☆ سورۃ الم سجدہ آیت 18:

أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ ۝۸۲

ترجمہ:

تو کیا جو شخص ایماندار ہے اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو بدکار ہے۔ ہر گز نہیں۔ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

حاشیہ:

ایک دفعہ ولید بن عقبہ بن معیط حضرت علیؑ کے فضائل و مراتب سے جل کر کہنے لگا یا علیؑ تم ابھی بچے ہو اور میں جوان ہوں تم سے قوت میں زیادہ زبان آوری میں تیز نیزہ بازی میں تیز اور لشکر میں ثابت قدم ہوں آپ نے اس کے جواب میں فرمایا تیری بھی یہ مجال ہے کہ میرے مقابلہ میں گفتگو کرے کہیں مومن اور بدکار برابر ہو سکتے ہیں خدا نے بھی آپ کی تائید کی اور یہ آیت نازل کی یہ مضمون اہل سنت کے بھی اکثر کتب میں مذکور ہے۔ دیکھو کتاب الاغانی اور وحدی اور اس کو ابن مردویہ خطیب بغدادی اور ابن عساکر نے بھی ابن عباس کی سند سے بیان کیا ہے۔ ان ہی حضرت ولید کو حضرت عثمان نے اپنی خلافت کے زمانہ میں کوفہ کا گورنر بنا کر بھیجا تھا۔ تو ایک دن نشہ میں صبح کی نماز چار رکعتیں پڑھائی تھیں اور پھر مومنین سے کہا تھا میں اس وقت خوش ہوں اگر کہو تو اور زیادہ کروں جب یہ خبر عثمان تک پہنچی اور لوگوں کی شہادت گزری اور جناب امیر سے مشورہ کیا تو آپ نے اسی (۸۰) کوڑے مارنے کی رائے دی اور اسی وجہ سے ولید نے حضرت علیؑ سے آپ کی خلافت ظاہری کے بعد بھی بیعت نہ کی تھی۔

سورۃ احزاب

☆ سورۃ احزاب۔ آیت 33:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَ
أَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتَيْنَ الزَّكَاةَ وَآطَعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ
لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ٣٣

ترجمہ:

اپنے گھروں میں نچلی بیٹھی رہو اور اگلے زمانہ جاہلیت کی طرح اپنا
بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرو اور پابندی سے نماز پڑھا کرو اور برابر زکوٰۃ دیا کرو
خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اے پیغمبر کے اہلیت خدا تو بس یہ
چاہتا ہے کہ تم کو (ہر طرح کی) برائی سے دور رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا
حق ہے۔ ویسا پاک رکھے۔

حاشیہ:

اس حکم کی تمام ازواج نہایت سختی سے عمر بھر پابند رہیں حتیٰ کہ بی
بی سودہ کے بارے میں لکھا ہے کہ ان سے کچھ لوگوں نے کہا آپ حج و عمرہ کو
کیوں نہیں جاتیں تو فرمایا ایک بار مجھ پر واجب تھا وہ میں کر چکی اس کے بعد
میرا حج ہی ہے کہ میں حکم خدا کے مطابق اپنے گھر سے نہ نکلوں اور جس حجرہ
میں رسول اللہ چھوڑ گئے ہیں اسی میں بیٹھی رہوں۔ چنانچہ وہ عمر بھر اپنے

حجرے سے باہر نہ نکلیں بلکہ مرنے کے بعد ان کی لاش نکلی سبحان اللہ کیا پاکباز بی بی تھیں۔ مگر حضرت عائشہ نے نہ صرف گھر سے قدم باہر نکالا بلکہ منزلوں مکہ سے مدینہ گئیں اور لاکھوں کے مجمع میں اونٹ پر سوار ہو کر حضرت علیؑ کے مقابلے میں لڑیں۔ اور پھر ہزاروں مسلمانوں کا خون گرا دیا اسی وجہ سے خود حضرت عائشہ جب اس آیت کو پڑھتیں تو جنگ جمل کو یاد کر کے اس قدر روتی تھیں کہ آنسوؤں سے چادر تر ہو جاتی تھی۔ دیکھو تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ 194۔ سطر 29 مطبوعہ مصر۔

اس پر تو تمام علماء کا اتفاق ہے کہ سنیوں، شیعوں میں سے کوئی اس کا مخالف نہیں کہ اہلبیت رسول حضرت علیؑ، جناب فاطمہؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ علیہم السلام ہیں۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ یہ آیت ان ہی بزرگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ مگر بعض اہل سنت حضرات کا خیال ہے کہ اس میں ازواج بھی شامل ہیں۔ یہ خیال چند وجوہات کی بنا پر غلط ہے۔ اگر ازواج مقصود ہوتیں تو طرح ما قبل ما بعد کی آیت میں ضمیر جمع مونث حاضر تھی اس میں بھی باقی رہتی۔ بلکہ اگر اس آیت کو درمیان سے نکال لو ما قبل ما بعد کو ملا کر پڑھو تو کوئی خرابی نہیں ہوتی بلکہ اور ربط بڑھ جاتا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے یہ آیت اس مقام کی نہیں خواہ مخواہ کسی خاص عرض سے داخل کی گئی ہے۔ اگر ازواج بھی شامل ہوتیں تو ان کی تعداد نو (۹) تھی اور ان میں حضرات کی تعداد چار اور ان کے ساتھ ایک

عورت ہے۔ پس مجموعہ تیرہ ہوئے دس عورتیں تین مرد پھر بھی غلبہ عورتوں کا ہوگا اس حالت میں بھی ضمیر و صیغہ مؤنث ہی لانا ضروری تھا نہ مذکر۔ زید ابن ارقم کا قول ہے کہ ازواج اہلبیت نہیں ہیں کیونکہ یہ تو آج ہیں کل طاق دی الگ ہو گئیں بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جن پر خدا نے صدقہ حرام کیا۔ اگر ازواج بھی شامل ہوتیں تو جس وقت حضرت ام سلمہ نے جن کے گھر میں ہدایت نازل ہوئی اور وہ خود نہایت ممدوح اور پکی ایماندار بی بی تھیں جب چادر کا کونہ اٹھا کر اس میں داخل ہونا چاہا تو حضرت رسول ﷺ نے کونہ ہاتھ سے کھینچ لیا اور صاف صاف کہہ دیا کہ تم نیکی پر ہو مگر اہلبیت میں شامل نہیں بلکہ ازواج میں ہو۔ اس مطلب کی تقریباً تیس حدیثیں مختلف اسناد سے موجود ہیں۔ جن کو مختلف علما اہل سنت نے مثلاً امام احمد بن حنبل۔ علامہ ابن مردویہ ثعلبی سیوطی وغیرہ کی نقل کی ہیں اور میں نے ان سب کو اپنے رسالہ المناظرہ میں جمع کر دیا۔ ان کا خلاصہ ہے کہ حضرت رسول ام سلمہ کے گھر میں آئے حضرت علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور پھر اپنے سمیت سب پر ایک چادر اڑھادی اور دعا کی خداوندیہ میرے اہل بیت ہیں ان کو ہر برائی سے دور رکھ اور اچھی طرح پاک و پاکیزہ رکھ یہ سن کر حضرت ام سلمہ نے اس میں دخل ہونا چاہا تو روک دی گئیں اور حکم ہوا تم اہل بیت میں نہیں ہو۔ ازواج میں ہو اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد مدتوں ہر نماز کے وقت جب حضرت رسول

حضرت علیؑ کے مکان کے پاس آتے تو چوکھٹ تھام کر فرماتے: ”السلام علیکم یا اہل بیت“۔ دیکھو تفسیر در منشور ملا جلال الدین سیوطی جلد ۵ صفحہ ۱۹۸۔

۱۹۹۔

★ سورۃ احزاب۔ آیت 56:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝۶

ترجمہ:

اس میں شک نہیں کہ خدا اس کے فرشتے۔ پیغمبر اور ان کی آل پر درود بھیجتے ہیں تو اے ایمان والو تم بھی درود بھیجتے رہو اور برابر سلام کرتے رہو۔

حاشیہ:

فرمان علیؑ صاحب قبلہ فرماتے ہیں میں نے ترجمہ میں لفظ آل بڑھا دیا ہے اس کی چند وجوہات ہیں:

(1) امام رازی نے اس کا اقرار کیا ہے کہ حضرت کے اہل بیت پانچ چیزوں میں آپ کے برابر ہیں منجملہ ان کے تشہد میں درود بھیجنا۔

(2) ایک روایت میں ہے کہ شجر اسلام کی شادابی کے قبل ملائکہ نے حضرت علیؑ پر مدتوں درود بھیجا۔

(3) مناقب مرتضوی میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے

حضرت رسول سے سنا کہ آپ فرماتے تھے۔ مجھ پر اور علیؑ پر ملائکہ نے سات مرتبہ درود بھیجا۔

(4) سنن ابی داؤد میں ابن ابی شیبہ سے روایت ہے اور اس کی تصحیح ترمذی حاکم ابوالقاسم ابن خزیمہ اور ابن مسعود بدری نے کی ہے۔ کہ لوگوں نے حضرت رسول ﷺ سے پوچھا: آپ کو سلام کرنا تو ہم جانتے ہیں مگر ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں۔ آپ نے فرمایا: یوں کہو! اللہم صلی علی محمد و آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و آل ابراہیم۔

(5) مواہب لانیہ میں ہے کہ حضرت رسول ﷺ نماز میں یوں فرماتے تھے۔ اللہم صلی علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و آل ابراہیم۔

(6) صواعق محرقة میں ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا۔ مجھ پر ناقص درود نہ بھیجا کرو لوگوں نے عرض کی ناقص درود کیا ہے۔ فرمایا: اللہم صلی علی محمد کہہ کر نہ رک جایا کرو۔ کیونکہ یہ ناقص ہے۔ بلکہ یوں کہو: اللہم صلی علی محمد و آل محمد۔

(7) ان سب سے قطع نظر خود قرآن میں سلام علی الیاسین موجود ہے اور یہ واضح ہے کہ یہی حضرت رسول ﷺ کا خاندان ہے تو جیسے آل یاسین ویسے آل محمد۔

(8) اس کے علاوہ بمفاد آیہ گزشتہ اور حسب قول علامہ ز محشری جب عام مومنین پر بھیجنا چاہیے حضرات اہل بیت علیہم السلام ان سے زیادہ اولیٰ ہیں۔ امام شافعی نے کیا خوب قطعہ کہا:

”اے اہل بیت رسول خدا نے تمہاری محبت قرآن میں فرض کر دی تمہارے مرتبے کی بزرگی میں اسی قدر کافی ہے۔ کہ نماز میں جو شخص تم پر درود نہ بھیجے اس کی نماز ہی صحیح نہیں“ (در منشور جلد ۵ صفحہ ۲۱۶ مطبوعہ مصر)

★ سورۃ احزاب۔ آیت 69:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ
اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا ۝۶۹

ترجمہ:

ایمان والو (خبردار ہنا) تم لوگ بھی ان کے (۱) سے نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف دی تو خدا نے ان تہمتوں سے موسیٰ کو بری کر دیا۔ اور موسیٰ خدا کے نزدیک (ایک) روادار پیغمبر تھے۔

حاشیہ:

(۱) یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی جو حضرت علیؑ کو برا بھلا کہتے تھے۔ دیکھو تفسیر کشاف علامہ ز محشری جلد ۲ صفحہ ۴۳۹۔ سطر 36۔

سورۃ فاطر

☆ سورۃ فاطر۔ آیات 31، 32:

وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا
بَيْنَ يَدَيْهِ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ۝۳۱ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ
الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ
مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بإِذْنِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ
الْكَبِيرُ ۝۳۲

ترجمہ:

ہم نے جو کتاب تمہارے پاس وحی کے ذریعہ بھیجی وہ بالکل ٹھیک ہے۔ اور جو (کتابیں اس کے پہلے کی) اس کے سامنے (موجود) ہیں ان کی تصدیق بھی کرتی ہے۔ بیشک خدا اپنے بندوں (کے حالات) سے خوب واقف (ہے اور) دیکھ رہا ہے پھر اپنے نبیوں (ا) میں سے خاص ان کو قرآن کا وارث بنایا جنہیں (اہل سمجھ کر) منتخب کیا۔ کیونکہ بندوں میں سے کچھ تو نافرمانی کر کے اپنی جان پر ستم ڈھاتے ہیں اور کچھ ان میں سے (نیکی بدی کے) درمیان ہیں اور ان میں سے کچھ لوگ خدا کے اختیار سے نیکیوں میں (اوروں سے) گئے سبقت لے گئے یہی (انتخاب و سبقت) تو خدا کا بڑا فضل ہے۔

حاشیہ:

(۱) اس آیت کی تفسیر میں علامہ ز محشری اپنی تفسیر کشف کی جلد ۲ صفحہ ۴۶۲-۵۔ مطبوعہ مصر میں کہتے ہیں ان بندوں سے آپ کی امت کے وہ صحابہ اور تابعین تبع تابعین مراد ہیں جو قیامت تک کتاب خدا کے سچے وارث اور اس کے مطابق ہادی ہوں گے۔ جن کو خدا نے امتہ وسطاً لتکونوا شهداء علی الناس فرمایا ہے۔ اور میں اس آیت کی تفسیر میں بحوالہ شواہد التنزیل حاکم ابو القاسم بیان کر چکا ہوں کہ خدا کی حجت اور خلق خدا کے گواہ حضرت علیؑ اور ان کی اولاد ہے۔ تو بس سب اصول موضوعہ کتاب خدا کے وارث بھی یہی حضرات ائمہ معصومین قرار پائے اور عجب نہیں کہ ز محشری کا بھی یہی مقصود ہو کیونکہ حضرت رسول ﷺ کے بعد قیامت تک صحابہ، تابعین، تبع تابعین میں ان حضرات کے سوال اور کوئی ہادی رہ سکتا ہے۔ اسی کی تائید ابو بکر ابن مردویہ نے بھی کی ہے چنانچہ صاف کہا کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور یہ وجہ ہے کہ بقول علامہ ابن حجر صاحب صواعق محرقہ تمام صحابہ بیٹے جناب امیر کے سوا کسی سے ”سلوئی قبل ان تفقدونی“ میری موت کے پہلے مجھ سے جو چاہو پوچھ لو) کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اگر آپ کتاب کے وارث نہ ہوتے تو ایسا دعویٰ نہ کر سکتے۔ اسی بنا پر تو آپ فرمایا کرتے تھے خدا کی قسم

کوئی آیت نازل ہوئی مگر میں جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی اور کس پر نازل ہوئی۔ رات کو نازل ہوئی کہ دن کو نازل ہوئی آبادی میں نازل ہوئی کہ پہاڑ پر نازل ہوئی ان ہی مدح امت کی تیسری قسم سابق بالخیرات الایمتہ سے فرمائی ہے۔ یہ ان ہی حضرات کی مداح ہے جو خدا کی کتاب کے وارث اور سابق بخیرات ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جب یہ حضرات بہشت میں داخل ہوں گے تو مسلمان بہشت کچھ فرشتوں کے ساتھ استقبال کو بڑھیں گے اور خدا کی طرف سے پانچ انگوٹھیاں تحفتاً پیش کریں گے۔ کہ ایک پر سلام فادخلوها خالدین۔ دوسری پر ”ادخلوها بسلام آمین“۔ تیسری پر سلام علیکم با صبرتم” چوتھی پر ”ما فی جزتھیم الیوم ہما صبروا انہم ہم الفائزون“ اور پانچویں پر۔ ”اولئک الذین انعم اللہ علیہم“ لکھا ہوگا اور جب یہ حضرات بہشت میں داخل ہوں جائیں گے اور اپنی جگہ پہنچیں گے تو بے ساختہ کہیں گے ”الحمد للہ الذی اذہب عنا الحزن“۔

سورۃ یسین

☆ سورۃ یسین آیت 12:

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ، ۱۲

ترجمہ:

اور ہم ہی یقیناً مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور جو کچھ لوگ پہلے کر چکے ہیں (ان کو) اور ان کی (اچھی یا بری باقی ماندہ) نشانیوں کو لکھتے جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو ایک صریح و روشن پیشوا میں گھیر دیا ہے۔

حاشیہ:

ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو کچھ صحابہ یہ بحث کر رہے تھے کہ اس سے مراد انجیل ہے یا توریت۔ کہ اتنے میں حضرت علیؑ آتے ہوئے نظر آئے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ ہے امام مبین۔

سورة صافات

★ سورة صافات آیت 23:

مِنْ دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ ذُرِّيَّةَ صَرِيحٍ مِّنَ الْجَحِيمِ ۲۳

ترجمہ:

ان کو (سب کو) اکٹھا کرو پھر انھیں جہنم کی راہ دکھاؤ اور (ہاں ذرا) انہیں ٹھہراؤ تو ان سے کچھ پوچھنا ہے۔

حاشیہ:

علامہ ابن حجر عسقلانی صواعق محرقة میں اس آیت کے تحت میں لکھتے ہیں کہ ابن عباس نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علی بن ابی طالبؑ کی ولایت کا اہل محشر سے سوال کیا جائے گا اور یہ واضح رہے وہ امراہم مثل الوہیت اور نبوت کا پوچھا جائے گا فقط محبت نہیں ہو سکتی بلکہ وہ تو امامت ہے۔ اور اسی کی طرف حدیث ثقلین میں اشارہ ہے اور اس کی موسیٰ علامہ واحدی کی وہ عبارت جو اسی آیت کے تحت میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ اور اہلبیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا کیونکہ خدا نے اپنے رسول کو یہ حکم دیا تھا خلق خدا کو بتلا دیں کہ اپنی رسالت کی تبلیغ کی کوئی مزدوری اپنے اہل بیت کی مودت کے سوا نہیں چاہتے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ ان سے قیامت میں پوچھا جائے گا کہ تم لوگوں نے نبی کی وصیت کے مطابق ان کی ولایت کو مانا یا یوں ہی معطل چھوڑ دی اور ان سے فوراً مواخذہ کیا جائے گا۔

★ سورۃ صافات آیت 130:

سَلِّمْ عَلٰی اٰلِ يٰسَيِّئِن ۱۳۰

ترجمہ:

ہم نے ان کا ذکر خیر بعد کو آنے والوں باقی رکھا کہ ہر طرف سے آل یسین پر سلام (ہی سلام) ہے۔

حاشیہ:

اس آیت کی طرف میں نے آیت تطہیر کی بحث میں اشارہ کیا تھا اس کو امام رازی نے بھی مان لیا اور کلبی اور فضل بن روز بہان نے بھی کہ اسی سے مراد آل محمد ہیں۔ کیونکہ یسین حضرت کا (لقب / نام) ہے۔ قرار سب سے ابن عامر نافع یعقوب کی قرأت بھی آل یسین ہے۔ اسی کی مویدہ روایت جسے ان ابی حاتم طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آل یسین محمد ہیں۔ دیکھو تفسیر در منشور جلد ۵ صفحہ ۲۸۶ سطر ۳۶ مطبوعہ - مصر۔

سورۃ زمر

☆ سورۃ زمر - آیت 32:

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ
أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ۳۲

ترجمہ:

اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو خدا پر جھوٹ (بہتان) باندھے اور جب اس کے پاس سچی بات آئے تو اس کو جھٹلا دے۔ کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں ہے۔ (ضرور ہے)

حاشیہ:

اگرچہ کچھ مفسرین نے توحید اور قرآن وغیرہ کو اس سے مراد لیا ہے۔ اور کچھ بیجا بھی نہیں ہے۔ تو اس سے ہر منکر توحید وغیرہ مراد ہوگا۔ مگر اہل سنت کے ایک زبردست عالم حافظ ابن مردویہ نے لکھا ہے جو شخص رسالتاً ﷺ کو علیؑ کے بارے میں جھٹلائے اس سے وہ مراد ہے۔ تو اب صدق سے حضرت علیؑ کے بارے میں رسول کا فرمانا مراد ہو اس کے علاوہ بعد والی آیت سے یقینی طور پر حضرت علیؑ ہی مراد ہیں۔ اور آپ ہی کی فضیلت کا بیان ہے۔ اسی بنا پر تقابل بھی اسی کا متقاضی ہے۔ کہ اس آیت میں آپ کی فضیلت کا منکر مراد ہے۔

★ سورہ زمر۔ آیت 33:

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۳۳

ترجمہ:

اور یہ یاد رکھو کہ جو شخص (رسول) سچی بات لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی ۳ یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔ یہ لوگ جو چاہیں گے ان کے لئے ان کا پروردگار کے پاس (موجود) ہے۔ یہ نیکی کرنے والوں کی جزائے خیر ہے۔

حاشیہ:

اس پر ہر شخص کا اتفاق ہے اور فریقین کے علماء اس کے قائل ہیں۔ حضرت رسول پر سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علیؑ ہی ہیں۔ ان

ہی کی مدح میں یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ حافظ ابن مردویہ نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ جس شخص نے تصدیق کی علی بن ابوطالبؓ مراد ہیں (تفسیر در منشور جلد ۶ - صفحہ ۳۲۸ - سطر ۲۴ مطبوعہ مصر)

ایک دوسری حدیث میں حضرت رسول ﷺ سے مروی ہے کہ صدیق تین شخص ہیں۔ خرقیل مومن آل فرعون۔ حبیب نجار مومن آل یسین اور علی ابن ابی طالبؓ صدیق اکبر اسی بنا پر خود جناب امیر اپنی ظاہری خلافت کے زمانے میں فرماتے تھے۔ میں صدیق اکبر ہوں۔

★ سورہ زمر - آیت 56:

أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ لِّحَسْرَتِي عَلَىٰ مَا فَرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ وَإِنْ كُنْتُ لَمِنَ السَّخِرِينَ ۝۵۶

ترجمہ:

(تم میں سے) کوئی شخص کہنے لگے ہائے افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے خدا (کی بارگاہ) کا تقرب حاصل کرنے میں کی میں تو بس ان باتوں میں ہنستا ہی رہا۔

حاشیہ:

ایک حدیث میں ہے کہ جب اس جملہ کا خطاب حضرت علیؓ ہوں تب اس کا ترجمہ یوں ہو گا کہ ہائے ہم نے اہل بیت رسول علیہم السلام کی

پیروی کرنے میں کوتاہی کی اور اس صورت میں حدیث ثقلین اس آیت کی تفسیر واقع ہوگی۔ واللہ اعلم۔

☆ سورہ زمر آیت۔ 75:

و تَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ
بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، ۵

ترجمہ:

اور (اس دن) فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے گرد گرد گھیرے ہوئے ڈٹے اہوں گے اور اپنے پروردگار کی تعریف کی (تسبیح) کر رہے ہیں اور لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا جائے گا اور (ہر طرف سے یہی) صدا بلند ہوگی الحمد للہ رب العالمین۔

حاشیہ:

اس آیت کی تفسیر میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میں نے شب معراج عرش کے نیچے نگاہ کی تو یکایک میری نظر علی بن ابن ابی طالبؑ پر پڑی کہ وہ میرے سامنے عرش کے نیچے خدا کی تسبیح و تقدس میں مشغول تھے۔ میں نے متحیر ہو کر جبرائیل سے پوچھا کیا علیؑ مجھ سے قبل یہاں آگئے۔ جبرائیلؑ نے کہا یہ بات نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ چونکہ خداوند عالم عرش پر اکثر علی بن ابی طالبؑ کا ذکر خیر اور ثناء و صفت کرتا تھا۔ اس وجہ سے عرش کے اٹھانے والے فرشتے نے علیؑ کی

زیارت کا اشتیاق ظاہر کیا تو خداوند عالم نے ان کی خاطر سے اس فرشتہ کو علیؑ کی صورت میں پیدا کیا۔ اور اس فرشتہ کی تسبیح و تقدس و عبادت کا ثواب خدا نے آپ کے اہلبیت کے شیعوں کے واسطے مخصوص کر دیا ہے۔ دیکھو۔ تادیل آلات۔

سورۃ شوریٰ

★ سورۃ شوریٰ۔ آیت 1، 2:

حم اعسق ۲

ترجمہ:

حم۔ عسق (حامیم عین سین قاف)

حاشیہ:

علامہ واحدی نے فوآخ میں لکھا ہے کہ جب حم۔ عسق نازل ہوئی۔ تو حضرت رسول بہت غمگین ہوئے کچھ لوگوں نے اس کا سبب دریافت کرنا چاہا تو فرمایا جو آیت نازل ہوئی اس کا مطلب یہ ہے کہ میری امت مختلف بلاؤں میں دھنس جائے یا مسخ ہو جائے گی یا دیگر مصائب میں مبتلا ہوگی۔

ابن عباس جب اس آیت کو پڑھتے تو کہتے تھے کہ حضرت علیؑ صرف ان دو لفظوں سے تمام فسادات کو جو آئندہ ہونے والے ہیں جانتے

تھے۔ اور قریب قریب یہی مضمون تفسیرِ ثعلبی میں بھی ہے صحیح مسلم میں اس سے بالاتر یہ ہے کہ حضرت علیؑ جنتی جماعتیں یا بستیاں روئے زمین پر ہو چکی یا آئندہ ہوں گی وہ سب کو جانتے تھے۔

★ سورہ شوریٰ - آیات 23 تا 25:

ذٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللّٰهَ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى وَمَنْ يَّقْتِرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيْهَا حُسْنًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۲۳ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلٰى اللّٰهِ كَذِبًا فَاِنْ يَّشَا اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبٰطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذٰتِ الصُّدُوْرِ ۲۴ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّئٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۲۵

ترجمہ:

یہی (انعام) ہے جس کی خدا اپنے بندوں کو خوشخبری دیتا ہے جو ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے۔ (اے رسول) تم کمد و کمہ میں اس (تبلیغ رسالت) کا اپنے قرابت داروں (اہلبیت) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا اور جو شخص نیکی حاصل کرے گا۔ ہم اس کے لئے اس کی خوبی میں اضافہ کر دیں گے۔ بیشک خدا بڑا بخشنے والا قادر دان ہے۔ کیا یہ لوگ (تمہاری) نسبت کہتے ہیں کہ اس رسول نے خدا پر جھوٹ بہتان باندھا ہے

اگر (ایسا ہوتا) تو خدا چاہتا تو تمہارے دل پر مہر لگا دیتا۔ (کہ تم بات ہی نہ کر سکتے) اور خدا جھوٹ کو نیست و نابود اور اپنی باتوں سے حق کو ثابت کرتا ہے وہ یقینی دلوں کے راز سے بھی خوب واقف ہے۔ اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ اور تم لوگ جو کچھ بھی کرتے ہو جانتا ہے۔

حاشیہ:

انصار ایک بڑے جلسہ میں اپنا فخر و مباہات بیان کر رہے تھے کہ ہم نے یہ کیا اور وہ کیا جب ان کی باتیں ناز کی حد تک پہنچ گئیں تو حضرت عباس یا ابن عباس سے نہ رہا گیا۔ اور بے ساختہ بول اٹھے تم لوگوں کو فضیلت سہی مگر ہم لوگوں پر ترجیح نہیں ہو سکتی۔ اس مناظرہ کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ خود ان کے مجمع میں تشریف لائے اور فرمایا اے گروہ انصار کیا تم ذلیل نہ تھے کہ خدا نے ہماری بدولت تمہیں معزز کیا۔ سب نے عرض کی بیشک پھر فرمایا کیا تم لوگ گمراہ نہ تھے۔ تو خدا نے میری وجہ سے تمہاری ہدایت کی عرض کی یقیناً پھر فرمایا کیا تم لوگ میرے مقابل میں جواب نہیں دیتے۔ وہ بولے کیا آپ نے فرمایا کیا تم یہ بس کہتے ہو کہ تمہاری قوم نے تم کو نکال کر باہر کیا تو ہم نے پناہ دی تمہاری قوم نے جھٹلایا تو ہم نے تصدیق کی تمہاری قوم نے تم کو ذلیل کیا تو ہم نے مدد کی۔ غرض اسی قسم کی باتیں فرماتے جاتے تھے یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے زانو پر بیٹھے اور عاجزی سے

عرض کرنے لگے ہمارا مال اور جو ہمارے پاس جو کچھ ہے سب اللہ اور رسول کا ہے یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ یہ آیت نازل ہوئی اس کے بعد آپ نے فرمایا: جو شخص آل محمد علیہم السلام پر مر جائے وہ شہید مرتا ہے۔

سنو جو آل محمد علیہم السلام کی دوستی پر مرے وہ مغفور ہے سنو جو آل محمد علیہم السلام کی دوستی پر مرے وہ کامل الایمان مرا۔

سنو جو آل محمد علیہم السلام کی دوستی پر مرے اس کو ملک الموت اور منکر نکیر بہشت کی خوشخبری دیتے ہیں۔

سنو جو آل محمد علیہم السلام کی دوستی پر مرے وہ بہشت میں اس طرح بھیجا جائے گا جیسے دلہن اپنے شوہر کے گھر سنو جو آل محمد علیہم السلام کی دوستی پر مرا اس کی قبر کو خدا رحمت کے فرشتوں کی زیارت گاہ بناتا ہے۔ سنو جو آل محمد علیہم السلام کی دوستی پر مرا وہ سنت اور جماعت کے طریقہ پر مرا۔

سنو جو آل محمد کی دشمنی میں مرا قیامت میں اس کی پیشانی پر لکھا ہو گا کہ یہ خدا کی رحمت سے مایوس ہے یاد رکھو جو آل محمد علیہم السلام کی دشمنی پر مرا وہ بہشت کی بو بھی نہ سونگھے گا پھر اسی وقت کسی نے پوچھا جن کی محبت کو خدا نے واجب کیا وہ کون ہیں۔

فرمایا: علیؑ فاطمہؑ اور ان کے بیٹے حسنؑ حسینؑ۔

پھر فرمایا: جو شخص میرے اہلبیت پر ظلم کرے اور مجھے میری عمرت کے بارے میں اذیت دے اس پر بہشت حرام ہے۔ دیکھو تفسیر

کشاف علامہ زمخشری جلد ۳ صفحہ ۶۷ مطبوعہ مصر۔ صحیح بخاری و مسلم و مسند ابن حنبل در منشور سیوطی وغیرہ۔

تفسیر ثعلبی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ نیکی سے آل محمد علیہم السلام کی دوستی مراد ہے۔ اور علامہ زمخشری نے سدی سے یہی روایت کی ہے دیکھو تفسیر کشاف جلد ۳ صفحہ ۶۷۔ مطبوعہ مصر۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ آیت مودہ نازل ہوئی تو کچھ لوگوں کے دل میں یہ وسوسہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ اللہ اپنی طرف سے یہ کہہ دیا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ دیکھو تفسیر ثعلبی۔

اسی تفسیر میں ابن عباس یہ روایت ہے کہ جب آیت امر یقولون نازل ہوئی تو لوگوں نے حضرت کی تصدیق کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ گویا حضرت کو حکم ہوا کہ تم ان کی معذرت قبول کر لو۔

سورۃ زخرف

☆ سورۃ زخرف آیت 41:

فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنتَقِمُونَ ۴۱

ترجمہ:

تو اگر تم کو (دنیا) لے بھی جائے تو بھی ہم کو ان سے بدلہ لینا

ضروری ہے۔

حاشیہ:

علاء بن مردویہ نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ آیت علی ابن ابی طالبؑ کی شان میں نازل ہوئی کیونکہ وہ میرے بعد ناکشین اور قاسطین سے انتقام لیں گے۔ دیکھو در منشور جلد ۶، صفحہ ۱۸، سطر ۲۱ مطبوعہ مصر۔

★ سورہ زخرف۔ آیت 43:

فَاسْتَمْسِكْ بِالذِّمَىٰ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ

مُسْتَقِيمٍ ۴۳

ترجمہ:

تو تمہارے ۳ پاس جو وحی بھیجی گئی ہے تم اسے منبوطی سے پکڑے رہ اس میں شک نہیں کہ تم سیدھی راہ پر ہو۔

حاشیہ:

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت اپنے بعد کے حالات پر لوگوں کو سرزنش کر رہے تھے کہ پہلے یہ آیت نازل ہوئی۔ ”فاماتدھن...“ اس کے بعد ”قل رب...“ نازل ہوئی ”فاسمک بالذی اوحی الیک انک علی صراط مستقیم“ وسوف تسئلون عن علی ابن ابی طالبؑ نازل ہوئی۔

ترجمہ:

علیٰ کے بارے میں جو وحی پاس بھیجی گئی ہے تم اسے مضبوطی سے پکڑے رہو۔ (اس پر عمل کرو) اور عنقریب تم لوگوں سے علی ابن ابی طالبؑ کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔ (مناقب ابن مغازی فقیہ شافعی)

☆ سورہ زخرف۔ آیت 44:

وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ۴۴

ترجمہ:

اور یہ (قرآن) تمہارے لئے اور تمہاری قوم کے لئے نصیحت ہے اور عنقریب ہی تم لوگوں سے اس کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔ ۴

حاشیہ:

ابن عباس اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ شب معراج میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا کہ اپنے قبل کے انبیاء سے پوچھئے کہ وہ لوگ کس بات پر پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے۔ حضرت فرماتے ہیں میں نے جب ان پیغمبروں سے پوچھا تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ آپ کی رسالت اور علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت پر بھیجے گئے۔ دیکھو تفسیر نیشاپوری جلد ۳ صفحہ ۳۲۹ مطبوعہ تہران۔

☆ سورہ زخرف۔ آیت 57:

وَلَهَا ضَرْبُ ابْنِ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ۵۷

ترجمہ:

(اے رسول) جب مریم کے بیٹے (عیسیٰ) کی مثال بیان کی گئی تو اس سے تمہاری قوم کے لوگ کھل کھلا کر ہنسنے لگے۔

حاشیہ:

اگرچہ حضرت رسول بتوں کی مذمت کیا کرتے تھے۔ مگر جب یہ آیت انکم وما تعبدون... جہنم ” (تم اور جس چیزوں کی تم لوگ خدا کے سوا پرستش کرتے ہو جہنم کے ایندھن ہوں گے) نازل ہوئی تو کفار کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور غصہ میں عبداللہ بن زبیر زبیری کو حضرت کے مقابلے میں لائے وہ کہنے لگا کہ اس سے تو فرشتوں عیسیٰ، عزیز کا بھی جہنمی ہونا لازم آیا کیونکہ ان کو بھی لوگ پوجتے ہیں۔ یہ سن کر آپ اس کی نادانی پر چپ ہو رہے تو وہ بولا میں جیت گیا اور اس کے ساتھی قہقہہ لگانے لگے۔ حالانکہ اس کج بخت کو یہ بھی سمجھ میں نہ آیا کہ خدا نے لفظ ما استعمال کیا ہے۔ جو عقل والوں پر نہیں بولا جاتا۔ اس میں صرف بت داخل ہیں۔ ہاں اگر ما کی جگہ من ہوتا تو اس میں البتہ حضرت عیسیٰ وغیرہ بھی شامل ہوتے۔ غرض وہ ہنستے رہے اور حضرت نے جناب امیر کی طرف خطاب کر کے فرمایا۔ علیٰ تمہاری مثال بھی عیسیٰ کی ہے کہ کچھ لوگ تو ان کی دوستی میں گمراہ ہوئے ورنہ کچھ ان کی دشمنی میں یہ سن کر منافقین بولے آپ کو بھی عیسیٰ کے سوا کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

اور اس کی موید وہ روایت ہے جس کو امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند سن میں آٹھ طریقوں سے اور علامہ حجر نے بھی صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے۔

سورۃ دخان

★ سورۃ دخان۔ آیت 29:

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ، ۲۹

ترجمہ:

تو ان لوگوں پر آسمان و زمین کو بھی رونا نہ آیا۔ اور نہ انہیں مہلت ہی دی گئی۔

حاشیہ:

اس آیت کی تفسیر میں صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے تو اس مصیبت پر آسمان بھی رویا اور آسمان بھی اس کا رونا اس کا سرخ ہو جانا ہے۔ اسی کی موید وہ روایت ہے جسے علامہ ابن حجر ابوقلانی نے صواعق محرقہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؑ کا ایک دفعہ کربلا سے گزر ہوا جب قبر امام حسینؑ کی جگہ پہنچے تو فرمایا یہی ہمارے اونٹوں کے بٹھانے کی جگہ اور اسباب رکھنے کی جگہ ہے۔ یہی ہمارے خون بہانے کی جگہ ہے رسول کے اہل بیت میں سے کچھ لوگ اسی میدان میں قتل کئے جائیں گے۔ جن پر

آسمان بھی روئے گا اور زمین بھی۔

سورۃ احقاف

☆ سورۃ احقاف۔ آیت 15:

وَوَضَّيْنَا لِلْإِنْسَانِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَ
وَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَ
بَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ
عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي
تَبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ١٥

ترجمہ:

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا
(کیونکہ) اس کی ماں نے رنج ہی کی حالت میں اس کو پیٹ میں رکھا اور رنج
ہی میں اس کو جنا۔ اس کا پیٹ میں رہنا اور اس کی دودھ دھائی کے تیس ا
مہینہ ہوئے یہاں تک کہ جب اپنی پوری جوانی کو پہنچا اور چالیس برس (کے
سن) کو پہنچتا ہے تو (خدا سے) عرض کرتا ہے پروردگار تو مجھے توفیق عطا فرما
تو نے جو احسانات مجھ پر اور میرے والدین پر کئے ہیں میں ان احسانوں کا
شکریہ ادا کروں اور (بھی توفیق دے) کہ ایسا نیک کام کروں جسے تو پسند
کرے اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح و تقویٰ پیدا کر میں تیری

طرف رجوع کرتا ہوں اور میں یقیناً فرما برداروں میں ہوں۔

حاشیہ:

اسی سے معلوم ہوتا ہے کم سے کم حمل کی مدت چھ مہینہ ہے۔ کیونکہ خدا دوسری جگہ فرماتا ہے: ”لو الدت۔۔۔۔ کاملین“ (مائیں اپنے بچوں کو دو برس دودھ پلاتی ہیں) مگر تاریخ جاننے والے جانتے ہیں کہ چھ مہینے میں پیدا ہونے والا بچہ حضرت یحییٰ اور امام حسینؑ کے سوا کوئی دوسرا زندہ نہیں رہا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کم سے کم اکیس (۲۱) مہینے بچوں کو دودھ پلانا چاہیے کیونکہ تیس میں سے نو (۹) مہینے حمل کے نکل گئے تو اکیس بچتے ہیں۔

اگرچہ مفسرین اہل سنت میں سے کسی کی تصریح نظر سے نہیں گزری مگر تفسیر اہلسنت میں اس کی تصریح موجود ہے۔ کہ ہدایت ”وصینا الانسان... مسلمین“ تک جناب امام حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی اور واقعی جو حالات ابتدائے حمل سے آخر عمر تک امام حسینؑ کے تھے۔ ان سے پوری مطابقت بھی ہوتی ہے۔ آیات خدا میں غور کرنے والے سمجھ سکتے تھے کہ ان صفات کا مستحق حضرت کے سوا کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔

سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

☆ سورۃ محمد۔ آیت 28:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اتَّبَعُوا مَا اسَخَطَ اللّٰهُ وَ كَرِهُوا رِضْوَانَهُ
فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۚ ۲۸

ترجمہ:

یہ اس سبب سے ہے کہ جس چیز سے خدا ناخوش ہے اس کی تو یہ
لوگ پیروی کرتے ہیں اور جس میں خدا کی خوشی ہے اس سے بیزار ہیں تو
خدا نے بھی ان کی کارستانیوں کو اکارت کر دیا۔

حاشیہ:

ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابوسعید خدری سے اس آیت کے
بارے میں روایت کی ہے کہ تم علیؑ کے بغض سے ان لوگوں کو پہچان لو گے
اور پھر ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اکرم ﷺ کے
زمانے میں منافقین کو صرف علیؑ کی دشمنی سے پہچانتے تھے۔ (تفسیر درمنثور
جلد ۶ صفحہ ۶۶ مطبوعہ مصر)

سورۃ حجرات

★ سورۃ حجرات آیت 6:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن
تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ۖ

ترجمہ:

اے ایمان والو اگر کوئی بد کردار تمہارے پاس کوئی بری خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو نادانی میں نقصان نہ پہنچا دو پھر اپنے کئے پر نادم ہو۔ اور جان رکھو کہ تم میں خدا کے پیغمبر (موجود) ہیں۔

حاشیہ:

ولید بن عقبہ جو حضرت عثمان کے مادری بھائی بھی تھے اور ان کی خلافت کے زمانہ میں سعد ابن ابی وقاص کے بعد کوفہ کے گورنر بھی تھے۔ اور ان ہی نے ایک دن لوگوں کو صبح کی چار رکعت نماز پڑھائی تھی اور پھر یہ بھی پوچھا تھا کہ اگر کہو تو اور زیادہ کر دوں۔ حضرت عثمان نے خبر سن کر ان کو الگ کر دیا تھا۔ غرض ان ہی کو حضرت رسول ﷺ کے نبی مصطلق سے زکوٰۃ وصول کرنے کو بھیجا ان دونوں میں پہلے ہی سے کچھ رنجش تھی جب قریب پہنچے تو وہ لوگ ان کے استقبال کے لئے نکلے آپ یہ سمجھے کہ یہ لوگ ہمیں مارنے کو آگے آئے ہیں بس پھر کیا تھا۔ آپ وہیں سے پھرے اور مدینہ میں آکر دم لیا۔ اور حضرت سے گھڑ دیا کہ یہ لوگ مرتد ہو گئے اور زکوٰۃ نہیں دیتے یہ سن کر حضرت کو رنج ہوا اور ان کے جہاد کا قصد کیا۔ جب یہ خبر ان لوگوں کو پہنچی تو دوڑے ہوئے حضرت کے پاس آئے اور عرض کی یہ ہم لوگوں پر افترا ہے ہم لوگ خدا اور رسول کے غضب سے پناہ مانگتے ہیں آپ نے فرمایا تم لوگ توبہ کرو ورنہ میں ایسے شخص کو تمہارے پاس بھیجوں گا جو

بمزل میری جان کے ہے جو تم سے جہاد کرے گا اور تمہاری عورتوں اور بچوں کو اسیر کرے گا۔ یہ کہہ کر حضرت علیؑ کے شانہ پر ہاتھ مارا۔ اس کو بھیجوں گا اس کے بعد آپ نے خالد بن ولید کو تحقیقات کے واسطے بھیجا۔ تو ان کو اسلام کے ارکان بجالاتے پایا اور یہ پلٹ آئے اس وقت۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ دیکھو تفسیر کشاف جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۲۱ مطبوعہ مصر۔

سورۃ ق

☆ سورۃ ق آیت 24:

الْقِيَامِ فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ۲۴

ترجمہ:

تم دونوں ہر سرکش و ناشکرے کو دوزخ میں ڈال دو۔

حاشیہ:

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو مجھ سے اور علیؑ سے کہا جائے گا کہ اپنے دوستوں کو بہشت میں داخل کرو اور اپنے دشمنوں کو واصل جہنم کرو اور یہی مطلب ہے خدا کے اس قول کا.....”

سورۃ قمر

★ سورہ ہنقر۔ آیات 54، 55:

إِنَّ الْمَتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهْرٍ ۚ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ

مُقْتَدِرٍ ۚ ۵۵

ترجمہ:

بے شک پر ہیزگار لوگ (بہشت کے) باغوں اور نہروں میں
(یعنی) پسندیدہ مقام میں ہر طرح کی قدرت رکھنے والے بادشاہ کی بارگاہ
میں (مقرب) ہوں گے۔

حاشیہ:

تفاسیر اہلبیت سے تصریحاً معلوم ہوتا ہے کہ ہدایت جناب امیر کی
شان میں نازل ہوئی اگرچہ اکثر مفسرین اہلسنت نے اس کو نہیں لکھا مگر
قرآن کی تفسیر قرآن سے ہوئی ہے اور میں القیانی جہنم کی تفسیر میں بیان کر
چکا ہوں کہ بہشت و دوزخ کا اختیار حضرت رسول ﷺ اور جناب امیرؑ کو
دیا گیا ہے۔ وہ جس کو چاہیں بہشت میں جگہ دیں اور جس کو چاہیں جہنم میں
لے جائیں تو پھر ان صفات کا مستحق ان کے سوا اور کون ہو سکتا ہے اسی وجہ
سے علامہ حلیؒ نے آیت کو فضائل جناب امیر میں لکھا ہے اور فضل بن روز
بہان نے اگرچہ چند آیتوں سے انکار کیا ہے مگر اس سے انکار نہیں کیا۔

سورہ رحمن

☆ سورہ رحمن۔ آیات 19، 20:

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ۱۹ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ ۲۰

ترجمہ:

اسی نے دو دریا بہائے جو باہم مل جاتے ہیں۔ دو کے درمیان ایک حد فاصل ہے جس سے تجاوز نہیں کر سکتے۔

حاشیہ:

اگرچہ اس میں اختلاف ہے مگر علامہ ابن مردویہ نے ابن عباس سے اور انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ کہ دونوں دریا علیٰ اور فاطمہؑ ہیں اور برزخ (حد فاصل) موتی ہونگے حسنؑ حسینؑ ہیں۔ دیکھو۔ تفسیر در منشور جلد 7 صفحہ 144، 142 مطبوعہ۔ مصر۔

سورہ واقعہ

☆ سورہ واقعہ۔ آیات 10 تا 12:

وَالسَّبِقُونَ السَّبِقُونَ ۱۰ أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۱۱ فِي جَنَّةٍ

النَّعِيمِ ۱۲

ترجمہ:

جو لوگ آگے بڑھ جانے والے ہیں۔ (واہ کیا کہنا) وہ آگے ہی بڑھنے والے تھے یہی لوگ (خدا کے) مقرب ہیں۔

حاشیہ:

علامہ ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے سابقین تین میں۔ یوشع بن نون۔ مومن آل یسین اور علی ابن ابی طالب اور دوسری روایت میں ہے یوشع بن نون کی جگہ خرقیل مومن آل فرعون کا نام آتا ہے۔ اور آخر میں علیؑ سب میں افضل ہیں۔ دیکھو تفسیر در منشور جلد ۶ صفحہ ۱۵۴ مطبوعہ مصر۔ اس کو امام فخر الدین رازی نے بھی تفسیر کبیر میں بیان کیا ہے۔

سورۃ حدید

☆ سورۃ حدید۔ آیت 19:

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّٰدِقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۱۹

ترجمہ:

جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہی لوگ اپنے پروردگار کے نزدیک صدیقوں اور شہیدوں کے درجہ میں ہوں گے۔ ان کے

لئے ان ہی (صدیقوں اور شہیدوں) کا اجر اور انہی کا نور ہو گا جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ جہنمی ہیں۔

حاشیہ:

امام احمد بن حنبل نے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت علیؓ کی شان میں نازل ہوئی۔ اسی بنا پر خود حضرت نے ممبر پر فرمایا تھا: میں صدیق اکبر ہوں۔ اور علامہ سیوطی نے حضرت کی مدح میں روایت کی ہے کہ قیمت میں سب سے پہلے آپ ہی مصافحہ کریں گے اور آپ ہی صدیق اکبر اور اس امت کے فاروق ہیں۔

سورۃ مجادلہ

★ سورۃ مجادلہ۔ آیت 12:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَجَیْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةٌ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَظْهَرُ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فَإِن اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۱۲

ترجمہ:

اے ایماندارو! جب پیغمبر سے کوئی بات کان میں کہنی چاہو تو اپنی سرگوشی سے پہلے کوئی خیرات دے۔ (۱) دیا کرو یہی تمہارے واسطے بہتر اور پاکیزہ بات ہے پس اگر تم اس کے مقدور نہ ہو تو بے شک خدا بڑا بخشنے والا

مہربان ہے۔

حاشیہ:

(۱) اصحاب رسول اس کے بڑے حریص تھے کہ حضرت رسول سے تخلیہ میں باتیں کریں دیکھا دیکھی ہر شخص اس بات کا خواہش مند تھا اس سے حضرت کو تکلیف الگ ہوتی اور بیچارے غریبوں کو اس کا موقع نہ ملنے سے ان کی دل شکنی الگ ہوتی۔ آخر خدا کا یہ حکم ہوا کہ جو تخلیہ کرنا چاہے وہ پہلے کچھ صدقہ دے اس میں ان زحمتوں کے فدیچہ کے علاوہ ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ اس صدقہ سے غریبوں کا کچھ (فائدہ) بھلا ہو جائے۔ غرض یہ حکم ہونا تھا کہ سب تخلیہ کرنے والے الگ ہو گئے سوائے حضرت علیؑ کے دس روز تک حضرت کے پاس بھی نہ آئے مگر حضرت علیؑ باوجود فقر و فاقہ کے روز صدقہ دیتے اور حضرت کے پاس بیٹھ کر علوم کی تعلیم حاصل کرتے اور راز و نیاز کی باتیں کرتے۔ دوئی ضرور تھی پر ثا لچی کا طور نہ تھا۔ سوائے عاشق و معشوق کوئی اور نہ تھا۔ یہ فضیلت بھی حضرت علیؑ کے خصوصیات سے ہے اس پر عبداللہ بن عمر رشک کیا کرتے تھے اور خود جناب امیر فخر فرماتے تھے کہ قرآن میں ایک ایسی آیت بھی ہے کہ جس پر نہ میرے قبل کسی نے عمل کیا اور نہ کوئی میرے بعد عمل کرے گا۔ غرض یوں یہ کانا پھوسی رسول سے کم ہوئی اور پھر چند دن کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ دیکھو تفسیر کشاف جلد ۳ صفحہ ۱۷۱ مطبوعہ مصر۔ مدارک زاہدی اور شرح مشکوٰۃ وغیرہ۔

سورۃ صف

☆ سورۃ صف - آیت 2:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۚ

ترجمہ:

اے ایمان والو تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے۔

حاشیہ:

ایک روز کچھ اصحاب باہم یہ تذکرہ کر رہے تھے کہ اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ فلاں عمل خدا کو سب سے زیادہ پسند ہے تو ہم اپنے جان و مال سے بھی اس کے کرنے میں دریغ نہ کریں گے۔ یہ آیت نازل ہوئی "ان اللہ يحب الذين يقاتلون" مگر یہی حضرات جو بڑھ چڑھ کر بولتے تھے جنگ احد میں نرغہ ادا میں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ (تفسیر در منشور جلد ۶ صفحہ ۲۱۳ سطر ۱۷ مطبوعہ - مصر) جنگ کے آخر مرحلہ میں آنحضرت کے داندان مبارک شہید ہوئے ان کی مدد کرنے والوں میں یہ حضرات نہ تھے سوائے حضرت علیؑ (طبری صفحہ ۱۷ اور ۱۰۹) اس آیت کا مصداق سوائے حضرت علیؑ اور کوئی نہ تھا۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ جو منہ سے کہہ وہ کر کے دکھائے۔ علما کو اس کی سب سے زیادہ پابندی کی ضرورت ہے۔

سورۃ تحریم

★ سورۃ تحریم۔ آیت 4:

إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ
فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةَ بَعَدَ
ذَلِكَ ظَهِيرٌ ۝

ترجمہ:

رسول نے کہا مجھے بڑے واقف کار خبر دار خدا نے بنایا (تو اسے
حفصہ، عائشہ) اگر تم دونوں اس حرکت سے توبہ کرو تو خیر (کیونکہ) تم
دونوں کے دل ٹیڑھے ہیں اگر تم دونوں رسول کی مخالفت میں ایک
دوسرے کی اعانت کرتی رہو گی تو کچھ برا نہیں (کیونکہ) خدا اور جبرائیل اور
تمام ایمانداروں (۱) میں نیک شخص ان کے مددگار ہیں۔ اور ان کے علاوہ کل
فرشتے مددگار ہیں۔

حاشیہ:

یہ بھی عتاب کا اتمہ ہے جو حضرت حفصہ، اور حضرت عائشہ پر خدا
نے کیا ہے مطلب تو کھلا ہوا ہے اگر تم لوگ رسول کا دل دکھاتی رہو تو کچھ
پرواہ نہیں تم لوگ اپنا اپنا راستہ لو۔ خود خدا، جبرائیل، علیٰ بلکہ کل فرشتے آپ
کی مدد کو موجود ہیں۔ اگرچہ صالح مومنین کے مان لینے میں کچھ اختلاف

ہے مگر بہت سی روایت مذکور ہیں جو علی ابن ابی طالب علیؑ پر دلالت کرتے ہیں چنانچہ ابن ابی حاتم نے خود حضرت علیؑ سے ابن مردویہ نے اسما بنت عمیس اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ صالح مومنین نے علی ابن ابی طالبؑ مراد ہیں۔ دیکھو تفسیر در منشور جلد ۶ صفحہ ۲۴۴ سطر ۶ مطبوعہ مصر۔

سورۃ حاقہ

★ سورۃ حاقہ آیت 12:

لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۱۲

ترجمہ:

تاکہ ہم اسے تمہارے لئے یادگار بنائیں اور اسے یاد رکھنے والے کان سن کر یاد رکھیں۔

حاشیہ:

سید بن منصور بن جریر ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے مکحول سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت رسول نے فرمایا میں نے خدا سے عرض کی تھی کہ اپنے کان علیؑ کے بنا اس وجہ سے حضرت علیؑ فرماتے ہیں جو بات میں نے حضرت رسول سے سنی وہ کچھ نہ بھولا اور ابن جریر ابن ابی حاتم واحدی ابن مردویہ بن عساکر اور ابن نجاری

نے یزید سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے جناب امیر سے فرمایا مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ میں تم کو اپنے سے قریب کرنے اور دور نہ ہونے دوں۔ اور تم کو تعلیم کروں اور تم یاد رکھو اسی پر یہ آیت نازل ہوئی اس وقت رسول اللہ نے فرمایا: علیؑ میرے علم کا یاد رکھنے والا کان ہے۔ (تفسیر منشور جلد ۶ صفحہ ۲۶ سطر ۱۱ سے ۱۷۔ مطبوعہ مصر)

سورة معارج

★ سورة معارج آیت 1، 3:

سَأَلْ سَائِلٍ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ الْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ ۚ مِّنْ
اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۝۳

ترجمہ:

ایک مانگنے والے نے کافروں کے ہو کر رہنے والے عذاب اکو مانگا جس کو کوئی ٹال نہیں سکتا جو درجہ والے خدا کی طرف سے (ہونے والا) تھا۔

حاشیہ:

جب رسول اللہ ﷺ نے جناب امیرؑ کو غدیر خم میں اپنا خلیفہ نامزد کیا اور یہ خبر اطراف و بلاد میں پھیلی تو حارث بن نعمان نہری مدینہ میں آیا اور اپنے ناقہ کو باندھ کر حضرت رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔

آپ اس وقت اصحاب کے مجمع میں تشریف فرما تھے یہ آتے کے ساتھ بیباکی سے کہنے لگا اے محمدؐ تم نے توحید کو کہا ہم نے مان لیا۔ نماز کو کہا ہم نے پڑھی روزہ کو کہا ہم نے رکھا حج کو کہا ہم نے کیا۔ اس پر بھی چین نہ آیا کہ تم نے اپنے چچازاد بھائی کو ہمارا حاکم بنا دیا یہ تم نے اپنی طرف سے کیا یا خدا کی طرف سے آپؐ نے فرمایا خدا کی قسم خدا کی طرف سے یہ سن کر حارث پچھلے پاؤں پلٹا اور کہتا ہوا چلا کہ خداوند اگر یہ سچ کہتے ہیں تو تو آسمان سے ایک پتھر یا کوئی عذاب نازل کر۔ ابھی وہ اپنی سواری تک نہ پہنچا تھا اک پتھر اس کے سر پر گرا اور اس کے پچانے کے مقام سے نکل گیا۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ دیکھو تفسیر ثعلبی۔

★ سورۃ معارج۔ آیت 22:

إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۲۲

ترجمہ:

مگر جو لوگ نماز پڑھتے ہیں۔

حاشیہ:

عاصمی نے زین المفاتیح ایک طولانی حدیث جناب امیر سے نقل کی ہے جس کا ایک فقرہ یہ ہے کہ حضرت فرماتے ہیں خدا کی قسم میں نے نہ کبھی کفر کیا اور نہ کبھی چیز پر لالچ اور جہاں خدا نے فرمایا کہ انسان بڑا لالچی ہے پھر کچھ لوگوں کو اس سے مستثنیٰ کیا۔ خدا کی قسم ہمارے سوا کوئی دوسرا

مستثنیٰ نہیں ہے۔ اور یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے۔

سورہ دہر

☆ سورہ دہر۔ آیات 23 تا 5

إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۗ عَيْنًا
يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَ بِهَا تَفْجِيرًا ۖ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ
يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۗ وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا
وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۗ إِمَّا نُنْطَعِبُكُمْ لَوْ جَهِ اللَّهُ لَآ نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا
شُكْرًا ۗ إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۗ فَوَقَّهُمُ اللَّهُ
شَرَّ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّهْمُ نَصْرَةً وَسُرُورًا ۗ وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً
وَحَرِيرًا ۗ مُتَّكِعِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ لَا يَرُونَ فِيهَا شُمْسًا وَلَا
زَمْهَرِيرًا ۗ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلُّهَا وَذَلَّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ۗ وَ
يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِانِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرًا ۗ
قَوَارِيرًا مِّنْ فِضَّةٍ قَدَرُوهَا تَقْدِيرًا ۗ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ
مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا ۗ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيلًا ۗ وَيَطُوفُ
عَلَيْهِمْ وَلَدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنشُورًا ۗ وَإِذَا
رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمَلَكًا كَبِيرًا ۗ عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ سُنْدُسٍ
خُضْرٌ وَأَسْتَبْرَقٌ وَحُلُوعٌ أَسَاوِرٌ مِّنْ فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا

طَهُورًا ۲۱۱ إِنَّ هَذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُورًا ۲۲۱ إِنَّا
نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا ۲۳

ترجمہ:

بیشک نیکوکار لوگ شراب کے وہ ساغر پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی یہ ایک چشمہ ہے جس میں سے خدا کے (خاص) بندے پئیں گے۔ اور جہان جائیں گے بہالے جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نذریں پوری کرتے ہیں۔ اور اس دن سے جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہوگی ڈرتے ہیں۔ اور اس کی محبت میں محتاج و یتیم کو اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (اور کہتے ہیں کہ) ہم تو تم کو بس خالص خدا کے لئے کھلاتے ہیں ہم نہ تم سے بدلے کے خواہش مند ہیں اور نہ شکر گزاری کے ہم کو تو اپنے پروردگار کے۔ اس دن کا ڈر ہے۔ جس سے منہ بن جائیں گے۔ اور چہروں پر ہوائیاں اڑتی ہوں گی۔ تو خدا انھیں اس دن کی تکلیف سے بچائے گا۔ اس کی تازگی اور خوشدلی عطا فرمائے گا۔ اور ان کے صبر ۲ کے بدلے (بہشت کے) باغ اور ریشم کی (پوشاک عطا فرمائے گا) وہ تختوں پر تکیہ لگائے (بیٹھے) ہوں گے۔ نہ وہاں آفتاب کی دھوپ لگے گی اور نہ شدت کی سردی اور گھنے درختوں کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے۔ اور میوؤں کے گچھے ان کے بہت قریب ہر طرح ان کے اختیار میں اور ان کے سامنے چاندی کے ساغر اور شیشے کے نہایت شفاف گلاس کا دور چل رہا ہوگا اور (شیشے بھی کانچ کے نہیں) چاندے کے جو

ٹھیک اندازے کے مطابق بنائے گئے ہیں۔ اور وہاں انھیں ایک ایسی شراب پلائی جائے گی جس میں زنجبیل (کے پانی) کی آمیزش ہوگی۔ یہ بہشت میں ایک چشمہ ہے۔ جس کا نام سلسبیل ہے۔ اور ان کے سامنے ہمیشہ ایک حالت پر رہنے والے نوجوان لڑکے چکر لگاتے ہوں گے جب ان کو دیکھو تو سمجھو کہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ اور جب تم وہاں نگاہ اٹھاؤ گے ہر طرح کی نعمت اور عظیم الشان سلطنت دیکھو گے۔ ان کے اوپر سبز کرپ اور اطلس کی پوشاک ہوگی اور انھیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اور ان کا پروردگار انہیں نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا۔ یہ یقینی تمہارے لئے ہو گا یہ یقینی تمہارے لئے ہو گا تمہاری (کارگزاریوں کے) صلہ میں تمہاری کوشش قابل شکر گزاری ہے۔ اے رسول ہم نے تم پر قرآن کو رفتہ رفتہ کر کے نازل کیا۔

حاشیہ:

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حسن و حسینؑ بیمار ہوئے تو حضرت رسول ﷺ کچھ لوگوں کے ساتھ عیادت کو تشریف لے گئے۔ اور جناب امیر سے فرمایا۔ کہ بہتر ہوتا اگر تم اپنے لڑکوں کی صحت کے واسطے نذر کرتے یہ سنتے ہی جناب امیر، فاطمہ زہرا اور فضہ نے تین تین روزے کی نیت کی غرض جب دونوں صاحبزادے رو بہ صحت ہوئے اور نذر پورا ہونے کا وقت آیا تو گھر میں کچھ نہ تھا۔ جناب امیر نے شمعون یہودی سے تین صاع جو پوسا کر پانچ روٹیاں پکائیں شام کو کھانا چاہتے تھے کہ ایک سائل

نے دروازے پر آواز دی السلام علیکم یا اہل بیت محمد میں ایک مسلمان مسکین ہوں مجھے کھانا دو خدا تمہیں جنت کے خوان عطا کرے گا۔ یہ سنتے ہی سب نے اپنے اپنے سامنے کی روٹیاں دے دیں۔ اور فقط پانی پی کر سو رہے۔ اور پھر دوسرے دن بھی روزہ رکھا۔ جناب سیدہ نے پانچ روٹیاں پکائیں اور کھانے بیٹھے کہ ایک یتیم نے آواز دی۔ سب نے اپنی روٹیاں اس کو دے دیں اور پانی پی کر افطار کیا۔ تیسرے روز پھر افطار کرنے بیٹھے تھے کہ ایک قیدی نے آواز دی اور پھر سب حضرات نے اپنی روٹیاں دے دیں چوتھے دن صبح کو جناب امیر نے صاحبزادوں کے ہاتھ پکڑے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے جب رسول کی نظر ان پر پڑی کہ بھوک کی شدت سے کانپ رہے ہیں تو فرمایا تم لوگوں کو کس قدر تکلیف کی حالت میں دیکھ رہا ہوں پھر خود اٹھے اور جناب سیدہ کے گھر تشریف لائے۔ فاطمہ کو محراب عبادت میں دیکھا ان کا پیٹ پیٹ سے ملا ہوا ہے اور آنکھیں دھنس گئیں ہیں یہ دیکھ کر حضرت کو بہت رنج ہوا۔ فوراً ہی حضرت جبرائیلؑ نازل ہوئے کہا لیجئے یا رسول اللہ ﷺ آپ کو مبارک ہو یہ سورہ آپ کے اہلبیت کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور سورہ دہر کی تلاوت فرمائی۔ دیکھو تفصیر کشاف جلد ۳۔ صفحہ ۲۳۹ سطر ۲۰ مطبوعہ مصر۔ اس روایت کو بیضوی وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے۔

آیت ۱۱ سے ۲۲ تک بارہ آیتیں ہیں۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ نعمات جنت آئمہ اثنا عشری کے واسطے ہیں اور آخر کی آیت تو ان حضرت

کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہونے کی بین دلیل ہے کیونکہ جب بندے کی اطاعت اس حد کو پہنچی کہ خدا کی طرف سے اس کا شکریہ ادا کیا جائے تو اس سے بالاتر اور کیا مرتبہ ہو سکتا ہے اسی بنا پر تو امام شافعی عالم وجد میں فرماتے ہیں:

اشعار کا ترجمہ:

”یہں کہاں تک اور کب تک اس جوان (علیؑ) کی دوستی پر ملامت کیا جاؤں گا تو فاطمہ سی بی بی کسی اور کو بھی ملی ہے اور کیا ہل اتی کسی اور کی شان میں بھی نازل ہوئی ہے۔“

سورۃ نباء

★ سورۃ نباء آیات 1 تا 5 :

عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ۱ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۲ الَّذِي هُمْ فِيْهِ
فُخْتَلِفُونَ ۳ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۴ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۵

ترجمہ:

یہ لوگ آپس میں کس چیز کا حال پوچھتے ہیں ایک بڑی خبر کا حال جس میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں۔ دیکھو انھیں عنقریب ہی معلوم ہو جائے گا۔ پھر انھیں عنقریب ہی معلوم ہو جائے گا۔

حاشیہ:

اس میں بڑا اختلاف ہے کہ (بڑی خبر کیا ہے) نباء عظیم۔ بعض

قیامت، بعض قرآن، بعض علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت کو کہتے ہیں۔ چنانچہ
 سدی نے حضرت رسول سے روایت کی ہے کہ جس چیز کا لوگوں سے
 قبر میں سوال کیا جائے گا وہ علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت ہے۔ تو کوئی مردہ
 شرق و غرب، خشکی و دریا میں ایسا نہ ہوگا جس سے منکر و نکیر مرنے کے
 بعد علیؑ کی ولایت کا سوال نہ کریں۔ چنانچہ میت سے پوچھیں گے تیرا دین کیا
 ہے۔ اور تیرے نبی کون ہیں اور تیرا امام کون ہیں۔ اسی بنا پر عمر بن عاصی
 نے جس کو جناب امیر سے خاص عداوت تھی مگر حق زبان پر آئی جاتا ہے۔
 حضرت کی شان میں کہا۔ ” هو النباء عظیم و فلك نوح و باب الله
 و لله بقطع الخطاب ” یہی بناء عظیم اور نوح کی کشتی اور خدا کے دروازہ
 میں اور خطاب متقطہا سے کیا۔

سورة مطففين

★ سورة مطففين۔ آیات 29 تا 36

إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ۚ
 وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ۚ وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ انْقَلَبُوا
 فَكِهِينَ ۚ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ۚ وَمَا أُرْسِلُوا
 عَلَيْهِمْ حَفِظِينَ ۚ فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ۚ

عَلَىٰ الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ ۚ هَلْ تُؤْتِبُ الْكُفَّارَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۚ ۳۶

ترجمہ:

بے شک جو گنہگار مومنوں سے ہنسی کیا کرتے تھے اور جب ان کے پاس سے گزرتے تو ان پر چشمک کرتے تھے۔ اور جب اپنے لڑکے بالوں کی طرف لوٹ کر آتے تو اترتے ہوئے۔ اور جب (مومنین) کو دیکھتے تو کہہ بیٹھتے تھے۔ کہ یہ تو یقینی گمراہ ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ ان پر کوہ گراں بنا کر بھیجے نہیں گئے تھے۔ تو آج (قامت میں) ایماندار لوگ کافروں سے ہنسی کریں گے۔ اور تختوں پر بیٹھے نظارہ کریں گے۔ کہ اب تو کافروں کو ان کے کئے کا پورا پورا بدلہ مل گیا۔

حاشیہ:

علامہ زمر شری نے تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ ایک حضرت علیؑ مسلمانوں کی ایک جماعت کے سامنے سے ہو کر گزرے تو ان میں سے جو لوگ منافق تھے مسخر اپن، ہنسی اور چشمک کرنے لگے۔ پھر جب ہم جنسوں کے پاس پہنچے تو کہنے لگے۔ اجی سنا آج ہمارے سامنے سے اضع (جس کے سر پر آگے بال نہ ہوں) یعنی حضرت امیرؑ گزرے۔ یہ کہہ کر خوب ہنسے اسی وقت قبل اس کے کہ حضرت علیؑ رسول کے پاس پہنچیں منافقین کی مذمت میں اور جناب امیرؑ کی مدح میں یہ آیت نازل ہوئی۔ دیکھو تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ مطبوعہ مصر۔

سورۃ ضحیٰ

☆ سورۃ ضحیٰ - آیت 5:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۗ

ترجمہ:

تمہارا پروردگار عنقریب اس قدر عطا کرے گا کہ تم خوش ہو جاؤ

گے۔

حاشیہ:

عسکری نے مواظظ میں اور ابن مردویہ اور ابن لال اور ابن التجار نے جابر ابن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول جناب فاطمہ کے گھر آئے تو دیکھا وہ چکی چلا رہی ہیں اور ان کے بدن پر اونٹ کے جھول کی ایک چادر ہے۔ تو آپ نے فرمایا: اے فاطمہ آخرت کی نعمتوں کے واسطے دنیا کی تلخی چکھو اور جلد کرو اسی وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر در منشور جلد ۶ صفحہ ۳۶۱ - سطر ۳۱ مطبوعہ مصر)

سورۃ النشراح

☆ سورۃ النشراح - آیات 7، 8:

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ، وَذِرْ رَبَّكَ فَاَْرْغَبْ، ۸

ترجمہ:

اب جبکہ تم (تبلیغ کے اکثر کاموں سے) فارغ ہو چکے تو (اپنا جانشین) مقرر کر دو اور بارگاہِ احدیت میں (حاضر ہونے کی طرف) راغب ہو جاؤ۔

سورۃ بینہ

★ سورۃ بینہ۔ آیات 7، 8:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ
الْبَرِيَّةِ، جَزَاءُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَٰلِكَ لِمَنِ خَشِيَ
رَبَّهُ. ٨

ترجمہ:

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے یہی لوگ
بہترین خلائق ہیں۔ ان کی جزا ان کے پروردگار کے ہاں ہمیشہ رہنے سہنے کے
باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ابدالاباد ہمیشہ اسی میں رہیں
گے۔ خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے خوش یہ (جزا) خاص اس شخص کی ہے
جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔

حاشیہ:

ابن عساکر نے جابر ابن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ حضرت رسول کے پاس بیٹھے تھے کہ جناب امیرؓ سامنے سے نمودار ہوئے حضرت رسول نے دیکھتے ہی فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ اور اس کے شیعہ یقینی قیامت کے دن فائز المرام ہوں گے۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی اس دن سے جب اصحاب حضرت علیؓ کو آتے دیکھتے ہیں تو کہتے ”خیر البریتہ“ آیا۔ ابن عدی اور ابن عساکر نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت رسول ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم اور تمہارے شیعہ قیامت کے دن خوش اور پسندیدہ ہیں۔ دیکھو تفسیر در منشور جلد ۶ صفحہ ۷۹، مطبوعہ مصر۔

سورۃ عصر

★ سورۃ عصر آیت 3:

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَّصُوا بِالحَقِّ وَ
تَوَّصُوا بِالصَّبْرِ، ۳

ترجمہ:

نماز عصر کی قسم بیشک انسان گھائے میں ہے۔ مگر جو لوگ ایمان

لائے اور اچھے کام کرتے رہے۔ اور آپس میں حق کا حکم اور صبر کی وصیت کرتے رہے۔

حاشیہ:

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اس سورۃ میں انسان سے مراد ابو جہل ہے۔ اور الذین آمنوا سے مراد حضرت علیؑ و مسلمان مراد ہیں۔ دیکھو تفسیر در منشور جلد ۶، صفحہ ۳۹۲۔ سطر ۱۸ مطبوعہ مصر۔

سورۃ کوثر

★ سورۃ کوثر۔ آیات 1:

إِنَّا أَنْعَمْنَا عَلَىكَ الْكُوثِرَۙ

ترجمہ:

(اے رسول) ہم نے تم کو کوثر عطا کیا تو تم اپنے پروردگار کی نماز پڑھا کرو اور قربانی دیا کرو۔ بے شک تمہارا دشمن بے اولاد رہے گا۔

حاشیہ:

علامہ ابن حجر عسقلانی نے حضرت رسول ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے جناب امیرؓ سے فرمایا: اے علیؑ تم اور تمہارے شیعہ خوض کوثر پر سیر و سیراب نورانی صورت ہوں گے اور تمہارے دشمن پیا سے زرد

رودبان سے نکالے جائیں گے۔ دیکھو۔ صواعق محرقہ۔

کوثر کے معنی غیر کثیر کے بھی ہیں اور چونکہ کفار مکہ حضرت رسول کے پیٹانہ ہونے کی وجہ سے طعنہ دیا کرتے تھے۔ اور حضرت کو رنج ہوتا تھا۔ اس کے جواب اور حضرت کی تشفی کیلئے یہ آیت نازل فرمائی۔

مطلب یہ ہے کہ ہم نے تم کو اکثریت سے اولاد عطا کی یہی وجہ ہے کہ اب شاید کوئی مقام ایسا نہ ہو جہاں آپ کی اولاد یعنی سادات موجود نہ ہوں۔ اسی وجہ سے حضرت رسول ﷺ نے فرمایا اور علماء اہلسنت نے بھی بکثرت نقل کیا ہے کہ خدا نے ہر نبی کی اولاد اس کے صلب میں قرار دی اور میری اولاد علیؑ کی صلب میں دیکھو شرح مسلم۔ طراحین۔